

معاشی ترقی اور منصوبہ بندی

Economic Development and Planning

جدید ماہرین معاشیات کے سامنے سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ ایسے اصول اور عملی طریقے دریافت کئے جائیں جن کی مدد سے پس ماندہ ممالک (Backward Countries) کو ترقی کی راہ پر ڈالا جاسکے۔ تاکہ ان کی قومی آمدنی بڑھے اور عوام خوشحال ہو جائیں۔ اس وقت دنیا کی آبادی کا پانچواں حصہ (لوگ) خط افلاس (Poverty Line) سے نیچے (یعنی اوسطاً ایک ڈالر یومیہ کی آمدنی پر) زندگی گزار رہے ہیں۔ 49 ممالک نہ صرف انتہائی غریب ہیں بلکہ تشویشناک امر یہ ہے کہ غریب اور امیر ممالک کا درمیانی فرق بھی بڑھتا جا رہا ہے۔ اس کا اندازہ یوں ہوتا ہے کہ اس وقت دنیا کی سالانہ مجموعی پیداوار (GDP) تیس ٹریلین (Trillion) ڈالر ہے یعنی تین سو کھرب یا تیس ہزار ارب ڈالر، جس کا 80 فیصد دنیا کی صرف بیس فیصد آبادی کے تصرف میں آتا ہے جو تنظیم برائے معاشی تعاون و ترقی (Organisation for Economic Cooperation and Development: OECD) کے علاوہ میں آباد ہے (اس میں یہ ممالک شامل ہیں: امریکہ، کینیڈا، جاپان، فرانس، مغربی جرمنی، اٹلی، نیدر لینڈ، یوگے، ناروے، سویڈن اور جاپان) اور عالمی پیداوار کا بیس فیصد حصہ دنیا کی باقی ماندہ 80 فیصد آبادی کو ملتا ہے۔ یہاں کے لوگ زندگی کی بنیادی ضرورتوں سے بھی محروم ہیں اور رہائش، تعلیم، تفریح اور صحت کی مناسب سہولتوں سے نا آشنا ہیں۔ تنگ دستی، جہالت، بیماری اور بے روزگاری سے دوچار ہیں۔ وہ ایسی بے بسی اور غربت میں زندگی گزار رہے ہیں جس کا مغربی دولت مند ملکوں کے لوگ تصور بھی نہیں کر سکتے:

"Most of the world's people live in poverty beyond the imagination of people in rich western countries." (S. Fischer)

اس لئے ماہرین معاشیات غور و فکر کرتے ہیں کہ کس طرح معاشی ترقی کی رفتار تیز کر کے، لوگوں کو غربت سے نجات دلائی جائے۔

معاشی ترقی کا مفہوم: (Concept of Economic Development)

مختلف ماہرین معاشیات نے معاشی ترقی کی تعریف مختلف انداز سے کی ہے۔ مثلاً پروفیسر ہیرلڈ ایم سن، اپنی کتاب "معاشی ترقی" میں لکھتے ہیں:

"معاشی ترقی سے مراد وہ عمل (Process) ہے جس کے ذریعے، کسی ملک یا علاقہ کے لوگ، موجودہ ذرائع کو استعمال کر کے، اشیاء و خدمات کی، نئی کس مقدار میں، متقول اضافہ کرتے ہیں۔"

اس کی تعریف سے ظاہر ہوتا ہے کہ معاشی ترقی سے تین باتیں مراد ہیں:

- 1- اشیاء و خدمات کی پیداوار میں اضافہ۔
- 2- اشیاء و خدمات کی پیداوار میں اضافہ کی شرح، افزائش آبادی کی شرح سے زیادہ ہو، تاکہ نئی کس آمدنی بڑھ سکے۔
- 3- اشیاء کی پیداوار میں اضافہ و عوام کی مدد سے ہوتا ہے: لوگ اور قدرتی ذرائع۔

معاشی ترقی کی تعریف (Definition):

پروفیسر آرتھر لیوئس (A. Lewis) معاشی ترقی کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں:

"معاشی ترقی سے مراد ہے اشیاء و خدمات کی پیداوار میں اضافہ۔"

معاشی ترقی کی جامع تعریف پروفیسر مائر اور بالڈون (Meier & Baldwin) نے یوں کی ہے:

"معاشی ترقی سے مراد ایسا عمل (Process) ہے جس کے باعث کسی ملک کی حقیقی قومی آمدنی، ایک طویل عرصہ وقت میں، بڑھ جائے اور اگر معاشی ترقی کی شرح، آبادی کی شرح افزائش سے زیادہ ہو تو نئی کس حقیقی آمدنی بڑھ جاتی ہے۔"

معاشی ترقی کی مذکورہ تعریف میں تین اصطلاحیں بنیادی اہمیت رکھتی ہیں جن کی وضاحت ضروری ہے:

- 1- عمل (Process): معاشی ترقی ایک ایسے عمل کا نام ہے جو مختلف تغیرات کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے، اور جن کے مجموعی نتیجے کے طور پر، حقیقی آمدنی بڑھ جاتی ہے۔
- 2- حقیقی قومی آمدنی: (Real National Income) اس سے مراد اشیاء و خدمات کی وہ مقدار ہے جو ایک خاص مدت میں، کسی ملک میں پیدا ہوتی ہے۔ اس کی پیمائش کرتے وقت، قیمتوں کے اتار چڑھاؤ کے علاوہ مشینوں، عمارتوں اور گاڑیوں کے گھسار (Depreciation) کا بھی لحاظ رکھ لینا چاہیے۔
- 3- طویل عرصہ وقت (Long Period): اس سے مراد بیس تا پچیس سال کا عرصہ ہے کیونکہ معاشی ترقی (یعنی قومی پیداوار میں اضافہ) کی پیمائش، سالانہ کی بجائے دس سالانہ کی جانی چاہیے۔

❖ اشیاء پیدا کرنے کے طریقے پچھلے سے بہتر ہو جائیں۔

❖ فنی ہنرمندی (Skill)، توانائی (Energy) اور سرمائے میں اضافہ کی مدد سے، اشیاء و خدمات کی پیداوار بڑھ جائے۔

❖ معاشی اور اداراتی تنظیموں میں خوشگوار انقلاب برپا ہو جائے۔

❖ مجموعی قومی پیداوار اور نئی کس قومی پیداوار میں اضافہ ہو جائے، تکنیکی اور فنائی معلومات، مہارت اور طور طریقوں میں اصلاح و ترقی ہو جائے۔

❖ قومی پیداوار میں اضافہ کے باعث قومی بچتوں اور سرمایہ کاری یعنی تشکیل سرمایہ (Capital Formation) میں اضافہ ہو جائے۔

❖ سرمایاتی وسائل بڑھ جانے سے، نئی کس سرمائے کی دستیابی زیادہ ہو جائے اور نتیجہ کے طور پر مزدوروں، کسانوں، کارکنوں، کاریگروں، دستکاروں، ہنرمندوں اور محنت کشوں کی کام کرنے کی صلاحیت اور پیداواریت (Efficiency) بڑھ جائے۔

❖ ملک میں مالیاتی، بنکاری اور بیمہ کاری کے اداروں میں اضافہ ہو جائے اور قرضہ دہریت کی سہولتیں بڑھ جائیں۔

❖ مواصلات، آمدورفت، بار برداری اور خبر رسانی کے ذرائع زیادہ ہو جائیں۔

❖ تعلیم، صحت، تفریح، ثقافت، تہذیب اور تمدن (Civilization) کا معیار بہتر ہو جائے۔

❖ غرض مختصر معاشی ترقی یا معاشی افزائش (Growth) کی تعریف یوں کی گئی ہے:

"Economic growth means an increase in the total output of a nation overtime. Economic growth is usually measured as the annual rate of increase in a nation's real G.D.P." (Samuelson)

معاشی ترقی کی پیمائش (Measurement of Economic Development):

ماہرین معاشیات کے سامنے یہ مسئلہ ہے کہ معاشی ترقی کی پیمائش کے لئے کون سی کوئی استعمال کی جائے یا کون سی تبدیلی کو علامت یا مظہر (Indication) سمجھا جائے جس سے پتا چل جائے کہ معاشی ترقی ہوئی ہے یا نہیں، اور اگر ہوئی ہے تو کس قدر؟ ماہرین میں اس علامت پر کافی اختلاف موجود ہے، جیسا کہ ان کی آراء سے معلوم ہوتا ہے۔ مختلف ماہرین مندرجہ ذیل کو معاشی ترقی کی علامت سمجھتے ہیں:

- 1- قومی پیداوار میں اضافہ:
- معاشی ترقی سے مراد ہے قومی آمدنی یا قومی پیداوار میں اضافہ۔
- 2- فی کس آمدنی میں اضافہ:
- معاشی ترقی سے مراد ہے فی کس آمدنی میں اضافہ۔
- 3- فی مزدور پیداوار میں اضافہ:
- معاشی ترقی کی علامت یہ ہے کہ فی مزدور پیداوار بڑھ جائے۔
- 4- ثانوی پیشوں کی اہمیت میں اضافہ:
- ترقی کا مظہر یہ ہے کہ ابتدائی ذرائع روزگار مثلاً زراعت، کان کنی اور مادی گیری وغیرہ کی اہمیت کم ہو جائے اور ان کی بجائے ثانوی نوعیت کے پیشوں، مثلاً صنعت، تعمیرات، مواصلات اور تجارت کی اہمیت بڑھ جائے۔
- 5- اشیائے سرمایہ (Capital Goods) کی پیداوار میں اضافہ:
- معاشی ترقی کی علامت یہ ہے کہ اشیائے سرمایہ کی پیداوار کے مقابلہ میں اشیائے سرمایہ، مثلاً مشینیں وغیرہ کی پیداوار میں اضافہ ہوتا چلا جائے۔
- 6- سرمایہ کاری کی شرح میں اضافہ:
- معاشی ترقی کا اظہار اس بات سے ہوتا ہے کہ سرمایہ کاری (Investment) کی رفتار پہلے سے بڑھ جائے۔
- معاشی ترقی کی پیمائش کے طریقے:
- 1- حقیقی قومی آمدنی میں اضافہ:

اس طریقے کے حامی 'نائر بالڈون' سٹائیڈ اور کنڈل برگر ہیں۔ ان ماہرین کے مطابق اگر کسی ملک کی حقیقی قومی آمدنی میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہو تو وہ ملک ترقی کی راہ پر گامزن ہوتا ہے۔ اس کے برعکس اگر اس ملک کی حقیقی قومی آمدنی نہیں بڑھ رہی تو وہ ملک ترقی نہیں کر رہا۔ ان ماہرین میں زری آمدنی کی بجائے حقیقی قومی آمدنی کو ترقی کا معیار بنایا ہے۔ یعنی اس آمدنی کو پیش نظر رکھا جائے گا جو قیوتوں کے اثر کو زائل کرنے کے بعد ہو۔ اس سلسلے میں ترقی کی شرح کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔ لہذا قومی آمدنی کے معیار اور اس میں اضافے کی شرح دونوں کو مد نظر رکھنا ضروری ہے۔ ایک ملک جو کہ زیادہ شرح سے ترقی کر رہا ہو گا وہ اپنے سے زائد آمدنی والے ملک سے جلد اسے نکل سکتا ہے۔

رکاوٹیں:

- اس طریقے میں درج ذیل رکاوٹیں شامل ہیں:
- (i) درست اعداد و شمار کا دستیاب نہ ہونا۔
- (ii) ٹیکسوں اور اعانوں کی وجہ سے چیزوں کی صحیح قیمت کا اندازہ نہ ہونا۔
- (iii) عوام کا عدم تعاون۔

2- فی کس آمدنی میں اضافہ:

اس طریقے کے حامی پروفیسر آرتھر لیون، جنک وائز، ایچ ایف ولیمسن اور لیون سٹائن ہیں۔ ان کے مطابق کوئی ملک اس وقت ترقی کر رہا ہے جب اس کی فی کس آمدنی بڑھ رہی ہو۔ فی کس آمدنی قومی آمدنی کو آبادی پر تقسیم کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ فی کس آمدنی اسی صورت بڑھ سکتی ہے جب آمدنی میں اضافے کی شرح زیادہ ہو اور آبادی میں اضافے کی شرح کم ہو۔

رکاوٹیں:

اس طریقے میں درج ذیل رکاوٹیں شامل ہیں۔

- (i) درست اعداد و شمار کا دستیاب نہ ہونا۔
- (ii) صرف فی کس آمدنی معیار زندگی کی ضمانت نہیں ہے۔
- (iii) فی کس آمدنی، آمدنی کی تقسیم کے ہمیشہ مساوی ہونے کو ظاہر کرتی ہے جو کہ عملی زندگی میں ممکن نہیں۔
- (iv) اکثر ماہرین کے خیال میں فی کس آمدنی معاشی ترقی کی پیمائش کا بہتر طریقہ نہیں۔

3- معیار زندگی بطور پیمانہ معاشی ترقی:

جدید ماہرین مندرجہ بالا دونوں طریقوں سے مطمئن نہیں ہیں۔ ان ماہرین میں تارمن بکس اور پال سٹریٹن شامل ہیں۔ ان کے مطابق کوئی ملک اس وقت ترقی کر رہا ہے جب اسے زندگی کی بنیادی ضروریات بہتر طور پر دستیاب ہوں۔ ان بنیادی ضروریات میں درج ذیل شامل ہیں:

- (i) صحت کی سہولیات
- (ii) بہتر تعلیم
- (iii) اچھی خوراک و رہائش
- (iv) آب رسانی و نکاسی
- (v) نقل و حمل کے ذرائع

ان سہولیات کی وجہ سے بنیادی حاجات کی تسکین ہوگی اور غربت میں کمی آئے گی۔

ترقی پذیر معیشت کے مسائل

(Problems of Developing Economy)

معاشی ترقی یافتہ یا ترقی پذیر (Developing) ممالک اور معیشتوں کو درج ذیل مسائل درپیش ہیں:

پاکستان بھی ایک ترقی پذیر ملک ہے کیونکہ اس میں درج ذیل خصوصیات پائی جاتی ہیں۔

1- پست فی کس آمدنی (Low Per. capita Income):

نیم ترقی یافتہ ملکوں میں فی کس آمدنی بڑی کم ہوتی ہے۔ جبکہ ترقی یافتہ ملکوں میں زیادہ، مثلاً اس وقت جاپان میں فی کس سالانہ اوسط آمدنی 33 ہزار ڈالر اور ریاستہائے متحدہ امریکہ کی پینتیس ہزار ڈالر سے زیادہ ہے۔ لہذا نیم ترقی یافتہ ممالک کے باشندے اپنی روزمرہ زندگی کی بنیادی ضرورتیں بھی اچھی طرح پوری نہیں کر سکتے۔

2- افراط آبادی (Population Pressures):

نیم ترقی یافتہ ملکوں کا ایک مسئلہ یہ ہے کہ ان کی آبادی ان کے ذرائع سے زیادہ ہے اور آبادی کے بڑھنے کی رفتار بھی تیز ہے۔ ماہرین کی رائے میں ان کے ذرائع بڑھتی ہوئی آبادی کے تحمل نہیں ہو سکتے اس لئے معیار زندگی ایک پست سطح پر ٹھہر گیا ہے۔

3- قدرتی ذرائع کا بے کار پڑے رہنا (Underdeveloped Resources):

پیشتر پسماندہ ممالک کے پاس معدنیات، جنگلات، پانی، بجلی کے وسائل موجود ہیں لیکن وہ تو بالکل بے کار پڑے ہیں یا ان پر پورا پورا فائدہ نہیں اٹھایا گیا۔ اس کی کئی وجوہ ہو سکتی ہیں مثلاً سرمائے کی قلت، ہنرمند مزدوروں اور ماہرین کی قلت، ذرائع نقل و حمل کی قلت۔ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ ان ملکوں کے پاس قدرتی ذرائع موجود ہی نہیں کیونکہ خود ان کی تلاش کا دار و مدار تکنیکی مہارت پر ہے۔ لہذا یہ کہنے کی بجائے کہ غریب ممالک میں قدرتی ذرائع کی قلت ہے یہ کہنا زیادہ صحیح ہوگا کہ ان کی غربت کا اصل سبب یہ ہے کہ یہ معاشی اور اقتصادی تنظیم اور ٹیکنالوجی میں مناسب تعمیرات اور قدرتی ذرائع کی قلت کو دور کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکے۔ پاکستان میں کالا باغ ڈیم کا مسئلہ کافی مدت سے معرض التواء میں پڑا ہوا ہے اس کی بھی سیاسی اور مالی وجوہ ہیں۔

4- پست استعداد کار (Low Efficiency):

پسماندہ ممالک کا ایک اور مسئلہ یہ ہے کہ یہاں کے باشندوں کی کارکردگی اور استعداد کا معیار بڑا پست ہے۔ وہ اپنے گرد و پیش کے ذرائع کو سب سے کم کرنے میں ناکام رہے ہیں۔ ان کی یہ پست صلاحیت، مندرجہ ذیل شکلوں میں ظاہر ہوتی ہے:

- مزدوروں کی استعداد کار پست ہے
- عاملین پیداوار میں نقل و حرکت (Mobility) کم ہے۔
- تخصیص کار (Specialization) بڑی محدود ہے۔
- ناظرانہ صلاحیتوں (Entrepreneurial Qualities) کی کمی ہے۔
- معاشی تقاضوں اور معلومات سے نا آشنا ہیں۔
- معاشی ماحول انقلاب کے لئے تحریک کا باعث نہیں۔

پست صلاحیت و استعداد کی وجہ یہ ہیں:

گھٹیا خوراک ملتی ہے، صحت کا معیار بڑا پست ہے، ناخوانگی عام ہے، فنی تربیت کی کمی ہے، پیشہ ورانہ نقل و حرکت پذیری میں رکاوٹیں ہیں اور طبی سہولتوں کی کمی ہے۔ لیکن وباؤں کی کثرت ہے۔ پاکستان میں خواندگی کی شرح 58% فیصد ہے جبکہ ترقی یافتہ ملکوں کی 95% فیصد اور چین کی 93% فیصد ہے۔

5- سرمائے کی قلت (Capital Deficiency):

غریب ممالک کا ایک اور مسئلہ یہ ہے کہ ان میں سرمائے کی قلت ہے۔ صرف سرمائے کی ذخیرہ ہی کم نہیں بلکہ سرمایہ جمع ہونے کی رفتار بھی سست ہے، بہت سے پسماندہ ملکوں میں سرمایہ اندوزی کی شرح اتنی پست ہے کہ بڑھتی ہوئی آبادی کے پیش نظر فی کس سرمایہ کی مقدار یکساں سطح پر بھی برقرار نہیں رکھی جاسکتی۔

6- خام مال (Raw Material) کی برآمد:

پسماندہ ملکوں کا ایک اور مسئلہ یہ ہے کہ ان میں عموماً خام اشیاء پیدا ہوتی ہیں جو مصنوعات میں ڈھالے بغیر برآمد کر دی جاتی ہیں اور ان کی قیمت کم ملتی ہے۔ جہاں تک غریب ممالک کی درآمدات کا تعلق ہے یہ عام اشیاء، صارفین، مصنوعات، مشینیں اور دیگر اشیاء سرمایہ پر مشتمل ہوتی ہیں۔ چونکہ ان چیزوں کی قیمت بڑھتی جاتی ہے اور خام مال کی قیمت کم ہوتی جاتی ہے، اس لئے ان ملکوں کی "نسبت درآمد و برآمد" (Terms of Trade) خراب تر ہوتی جاتی ہے۔

7- غیر موافق توازن ادائیگیاں (Adverse Balance of Payments):

پسماندہ ممالک کے توازن ادائیگیاں میں اکثر خرابی ہوتی رہتی ہے۔ یعنی ان کی برآمدات کم ہوتی ہیں اور درآمدات زیادہ، اس لیے وہ دوسرے ملکوں کے مقروض ہوتے ہیں۔ اس کی اہم وجوہات حسب ذیل ہیں:

(الف) ان ممالک کی برآمدات زرعی پیداوار اور خام اشیاء (Primary Goods) پر مشتمل ہوتی ہیں اور ان کی مقدار گھٹتی بڑھتی رہتی ہے۔

(ب) "درآمد برآمد کی نسبت" نا موافق ہوتی ہے یعنی یہ ممالک جو اشیاء منگواتے ہیں ان کی قیمتوں کا رجحان اوپر کو ہے اور جو اشیاء برآمد کرتے ہیں ان کی قیمتوں کا رجحان نیچے کو ہے۔

8- دولت کی غیر مساویانہ تقسیم (Unequal Distribution of Wealth):

پسماندہ ملکوں میں دولت کی تقسیم غیر مساویانہ اور غیر منصفانہ ہوتی ہے۔ ایک طرف انتہائی دولت مند طبقہ ہوتا ہے جو ملک کی بیشتر دولت پر قابض ہوتا ہے اور دوسری طرف انتہائی غریب طبقہ جو روکھی سوکھی روٹی پر گزارہ کرتا ہے۔ اس سے نہ صرف معاشی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں، بلکہ معاشی برائیاں بھی جنم لیتی ہیں۔ سب سے بڑی خرابی یہ ہے کہ ملک میں سرمایہ کاری کی رفتار سست پڑ جاتی ہے کیونکہ غریب کی آمدنی کم ہوتی ہے اور وہ سرمایہ کاری کے لئے کچھ نہیں بچا سکتے۔ امراء اپنی پچیس سرمایہ کاری پر صرف کرنے کی بجائے عیش و عشرت میں اڑا دیتے ہیں۔

9- مشینوں کا کم استعمال (Less use of Machines):

ترقی یافتہ ممالک میں سائنس اور ٹیکنالوجی نے بہت زیادہ ترقی کی ہے۔ ہر قسم کی شے بنانے کے لئے خود کار مشینیں اور آلات استعمال کئے جاتے ہیں جن کی بدولت اشیاء زیادہ مقدار میں بنتی ہیں، اعلیٰ قسم کی بنتی ہیں اور کم خرچ پر تیار ہو جاتی ہیں، لیکن پسماندہ ممالک میں مشینوں کا استعمال بہت کم ہوتا ہے کیونکہ ان کے پاس مشینیں اور مشینیں چلانے والے افراد کی کمی ہوتی ہے۔

10- فنی ماہروں کی قلت (Lack of Technical Experts):

ترقی یافتہ ممالک میں فنی ماہرین کی تعداد بہت زیادہ ہوتی ہے۔ انجینئرز، میکانک، ٹیکنیشن، کمپیوٹر آپریٹر، اکاؤنٹنٹ، انجینئر اور طرح طرح کے دیگر تربیت یافتہ لوگ اپنے اپنے میدان میں بڑی مستعدی سے کام کرتے ہیں لیکن پسماندہ ممالک میں ایسے لوگوں کی سخت قلت ہوتی ہے۔

11- زراعت پر دار و مدار (Dependence on Agriculture):

زیر ترقی ممالک کی ایک اور خاصیت یہ ہے کہ یہاں پر سب سے اہم ذریعہ معاش زراعت ہے۔ ساٹھ سے ستر فیصد آبادی کا دار و مدار کھیتی باڑی پر ہے کیونکہ غیر زرعی پیشوں اور صنعتوں نے اسی رفتار سے ترقی نہیں کی جس رفتار سے آبادی بڑھتی ہے۔ زراعت پر بہت زیادہ دباؤ کی وجہ سے قومی آمدنی کی بنیاد کمزور رہتی ہے، زمین چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں تقسیم ہوتی جا رہی ہے اور فنی کس زرعی زمین کا حصہ گھٹتا جا رہا ہے۔ پاکستان کی قومی پیداوار میں اب زرعی پیداوار کا حصہ 21 فیصد ہے۔ بھارت میں 35 فیصد اور چین میں 36 فیصد جبکہ ترقی یافتہ ممالک کی قومی پیداوار میں زراعت کا حصہ کم ہوتا ہے اور صنعت کا زیادہ۔ مثلاً امریکہ میں قومی پیداوار کا صرف 2 فیصد، برطانیہ میں 5 فیصد اور جاپان میں 3 فیصد زرعی پیداوار پر مشتمل ہوتا ہے۔

12- آبادی کی تیز شرح افزائش (Papid Population Growth):

ترقی یافتہ ممالک میں آبادی کی شرح افزائش بھی کم ہے، مثلاً 0.7 فیصد سالانہ جبکہ پسماندہ ملکوں میں اوسطاً 2.6 فیصد۔ ویسے الگ

اگ ملک کی شرح یوں ہے: بنگلہ دیش 1.7 فیصد، انڈونیشیا 1.9 فیصد، بھارت 1.5 فیصد، پاکستان 2.5 فیصد، چین 2.3 فیصد، مصر 1.8 فیصد، ترکی 1.3 فیصد، ایران 1.4 فیصد، انڈونیشیا 1.2 فیصد اور مائیکسیا 1.7 فیصد ہیں۔ جب کہ یہ شرح جاپان میں 0.3 فیصد ہے، یو کے 0.4 فیصد، جرمنی 0.5 فیصد، فرانس 0.5 فیصد، سوئٹزر لینڈ 0.8 فیصد اور امریکہ 1.1 فیصد۔

13- آبادی کی گنجانی (Density of Population)

پسماندہ ملکوں میں آبادی کی گنجانی (یعنی فی مربع کلومیٹر آبادی کی اوسط تعداد) نسبتاً زیادہ ہوتی ہے۔ یہ معلوم کرنے کے لئے ملک کی کل آبادی کو، کل رقبہ پر تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ اس وقت پاکستان میں فی مربع میل اوسط آبادی 166 افراد ہے، بھارت میں 353 افراد، بنگلہ دیش میں 965 افراد، جنوبی ایشیا کے ممالک کی گنجانی آبادی 273 افراد ہے۔ جب کہ ترقی یافتہ ممالک کی گنجانی آبادی کم ہوتی ہے، مثلاً کینیڈا کی 3 افراد، سویڈن کی 22، امریکہ کی 31، اور بلند ترین آمدنی والے ممالک کی اوسط گنجانی 29 افراد ہے۔ تاہم بعض ترقی یافتہ ممالک میں گنجانی آبادی بھی زیادہ ہے لیکن ان کی معاشی ترقی کے باعث ان کا معیار زندگی بلند ہے۔ مثلاً سوئٹزر لینڈ 180 افراد، یو کے 244 افراد، جرمنی 231 افراد اور جاپان 349 افراد۔

14- شیر خوار بچوں کی شرح اموات (Infant Mortality):

پسماندہ ملکوں میں شیر خوار بچوں کی شرح اموات زیادہ ہے۔ کیونکہ انہیں طبی اور غذائی سہولتیں پوری نہیں ملتیں۔ یہ شرح فی ہزار شمار ہوتی ہے۔ مختلف ممالک کی ڈیٹا شرح یوں ہے: بھارت 88 بچے فی ہزار، بنگلہ دیش 104، نیپال 117، تائیوان 122، پاکستان 174، تائیوان 175، اموات فی ہزار۔ اور تمام کم ترقی یافتہ ممالک کی اوسط 197 اموات فی ہزار۔ ان کے برعکس ترقی یافتہ ممالک میں شیر گان کی شرح اموات یوں ہے: جاپان 6، فنلینڈ 6، سوئٹزر لینڈ 6، یو کے 7، کینیڈا 8، اموات فی ہزار اور ترقی یافتہ ممالک کی اوسط شرح اموات بچگان 7 ہے۔

غرض یہ بات قابل توجہ ہے کہ دنیا کے چالیس غریب ترین ممالک میں دنیا کی بچپن فیصد آبادی رہتی ہے لیکن پوری دنیا کی آمدنی کا صرف چار فیصد حاصل ہوتا ہے نیز ماہرین کی رائے کے مطابق اگلے بیس سال میں غریب ممالک عالمی آبادی میں ڈیڑھ ارب افراد کا جب کہ بلند آمدنی والے ممالک فقط پانچ کروڑ افراد کا اضافہ کریں گے۔

15- سختی ڈھانچہ (Infrastructur) کی تعمیر:

معاشی ترقی، سرمایہ کاری کے فروغ، صنعتی افروزی اور تجارتی توسیع کے لئے ضروری ہے کہ بعض بنیادی سہولتیں مہیا کی جائیں، مثلاً ذرائع آمد و رفت، نقل و حمل اور خبر رسائی (یعنی سڑکیں، ریلیں، ڈاک خانے، تار گھر، ٹیلی فون وغیرہ) قوت و توانائی (Energy) کی پیداوار اور تقسیم۔ شہروں اور صنعتی علاقوں میں رہائشی سہولیات، منڈیاں اور مالی ادارے، تقسیم کار و تخصیص (Specialization) وغیرہ۔ لیکن ترقی پذیر ممالک کا سختی ڈھانچہ بہت کمزور ہے۔

معاشی ترقی کے عوامل

(Factors of Economic Development)

پچھلے صفحات میں اس مسئلہ کی وضاحت ہو چکی ہے کہ غریب اور پسماندہ ملکوں کے مسائل کیا ہیں اور ان کی معاشی ترقی میں کیا رکاوٹیں حاصل ہیں۔ اب ہم یہ بیان کرتے ہیں کہ غریب ملکوں کی معاشی ترقی کے لئے کون سے اقدامات کرنے چاہئیں۔ بنیادی طور پر معاشی مواد افزائش و ترقی (Growth) ان چار چیزوں پر سوار ہوتی ہے:

(i) انسانی ذرائع (ii) قدرتی ذرائع

(iii) تشکیل سرمایہ (iv) ٹیکنالوجی

ان چار چیزوں کی تفصیل یہ ہے:

(i) انسانی ذرائع سے مراد ہے، لیبر فورس (یعنی کارکنوں کی تعداد، تعلیم، ہنرمندی، نظم و نسق)۔

(ii) قدرتی ذرائع سے مراد ہے، تیل، گیس، زمین اور آب و ہوا۔

(iii) تشکیل سرمایہ سے مراد ہے، ساز و سامان، کارخانے، معاشی بلالائی سرمایہ یعنی سڑکیں، آبپاشی کے منصوبے، صحیح عامہ کے لئے اقدامات، سختی ڈھانچہ (Infrastructure) جو عموماً سرکاری سطح پر کئے جاتے ہیں۔

(iv) ٹیکنالوجی اور تنظیم سے مراد ہے: سائنس و انجینئرنگ کی معلومات کا معیار، انتظامی مہارت، نئی دریافتوں اور ایجادوں کی حوصلہ افزائی وغیرہ۔

تاہم ترقی کے یہ عوامل معاشی، معاشی اور سیاسی نوعیت کے ہوتے ہیں۔ پہلے ہم معاشی عوامل کا ذکر کرتے ہیں۔

معاشی عوامل (Economic Factor's)

1- عزم و جرات (Determination):

سب سے پہلی شرط جو کسی ملک کی ترقی کے لئے ضروری ہے وہ ہے ترقی کرنے کا عزم۔ نہ صرف عزم بلکہ ان میں یہ جرات بھی ہونی چاہئے کہ وہ اس مقصد کے لئے اپنی تمام قوتیں اور صلاحیتیں وقف کر دیں گے اور ترقی کی عمارت خود کئی ذرائع کی بنیاد پر تعمیر کریں گے۔ جب تک وہ غیر ملکی سہارے تلاش کرتے رہیں گے ان کی ترقی عارضی اور ناپائیدار ہوگی۔

2- کامل منڈی (Perfect Market) کے تقاضے:

معاشی ترقی کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ منڈی کے نظام کو مکمل اور ناقص سے پاک کر دیا جائے یعنی ایسے حالات پیدا کرنے چاہئیں کہ عالمی پیدائش آزادی کے ساتھ، ایک جگہ سے دوسری جگہ اور ایک پیشے سے دوسرے پیشے میں منتقل ہو سکیں، اجارہ دارانہ (Monopolistic) کیفیات ختم کی جائیں، بازار سرمایہ مضبوط بنایا جائے اور قرضہ کی سہولتیں بڑھائی جائیں تاکہ کاشتکار، صنعت کار اور تاجر ملکی ذرائع کا بہتر استعمال کر سکیں۔

3- سرمایہ اندوزی (Capital Formation):

معاشی ترقی کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ کثیر مقدار میں سرمایہ فراہم کیا جائے۔ اس مقصد کے لئے تین طریقے اختیار کئے جاسکتے ہیں:

الف۔ لوگ اپنی ساری آمدنی اشیائے ضرورت پر صرف نہ کریں بلکہ اس کا کچھ حصہ پس انداز کریں۔

ب۔ اگر اس طرح کافی روپیہ حاصل نہ ہوتا ہو تو حکومت ٹیکس لگا کر روپیہ جمع کرے۔

ج۔ اگر اس طرح بھی حسب ضرورت سرمایہ حاصل نہ ہو تو غیر ممالک سے قرض لے لیا جائے۔ تاہم یہ چیز قابل غور ہے کہ بہترین ذریعہ

ملک کی اندرونی بچت ہی ہیں۔ ملک میں قرضہ لینے اور دینے کا ایک مضبوط نظام ہونا چاہیے تاکہ یہ بچتیں عام کاروباری لوگ یا حکومت حاصل کر لے اور کاروباری لوگ یا حکومت ان حاصل کردہ بچتوں کو، سرمایہ کاری پر خرچ کریں، یعنی انہیں ایسے مقاصد کے لئے استعمال کریں جہاں سے مزید آمدنی حاصل ہوتی ہو، مثلاً نئے کارخانے قائم کرنا، یا نئے تجارتی اور صنعتی ادارے بنانا۔ سرمائے کی مقدار بڑھانے کے عمل کو تشکیل سرمایہ یا سرمایہ اندوزی (Capital Formation) کہا جاتا ہے۔

4- جدید ٹیکنالوجی:

ترقی یافتہ ملکوں نے عرصہ گزشتہ میں ٹیکنیکی (یعنی فنائی) ترقی میں قدم بہت آگے بڑھائے ہیں، جس کی بنا پر ان کی اشیاء پیدا کرنے کی قیمت میں بے پناہ اضافہ ہوا ہے، مگر یہی مادہ ملکوں میں جدید ٹیکنالوجی کا صرف معمولی سا حصہ ہی پہنچتا ہے۔ پس ماندہ ممالک کو چاہئے کہ بیرونی دنیا سے ٹیکنالوجی حاصل کریں اور اپنے مخصوص حالات اور تقاضوں کے مطابق مطلوبہ ترمیم کر کے، صنعتی ترقی کی جانب قدم بڑھائیں۔ اس سلسلہ میں جاپان کی مثال قابل تہدید ہے۔ جاپان صنعتی دؤر میں بہت بعد میں شامل ہوا تھا لیکن انیسویں صدی کے اواخر میں اس نے ایک طرف اپنے طلبہ کو مغربی ممالک میں فنی تربیت لینے کے لئے بھیجا شروع کیا اور دوسری طرف حکومت نے معاشی فروغ کے لئے سازگار حالات پیدا کئے۔ جس کے باعث بیرونی ٹیکنالوجیز کو اپنے حالات کے مطابق ڈھال کر آج جاپان دنیا کا دوسرا سب سے بڑا صنعتی ملک بن چکا ہے۔

5- معاشرتی بالائی سرمایہ (Social Overhead Capital) کی بہم رسانی:

صنعت افزائی (Industrialization) اور زرعی پیداوار کی خرید و فروخت کے لئے بعض ابتدائی اور بنیادی سہولتوں کی ضرورت ہوتی ہے، جیسے ذرائع نقل و حمل اور مواصلات (مثلاً سڑکیں، ریلیں، ٹیلی فون، منڈیاں، بند (Dams)، آبپاشی کے منصوبے، بجلی اور توانائی کی بہم رسانی، وبائی امراض کا انسداد وغیرہ۔ جب تک یہ سہولتیں موجود نہ ہوں، لوگ سرمایہ کاری کی طرف راغب نہیں ہوتے۔ گویا یہ بیرونی کفایات (External Economies) کا کام دیتی ہیں لہذا یہ سہولیات ممالک کی جانی چاہئیں۔

سیاسی عوامل: (Political Factors)

کسی ملک کی معاشی ترقی کے لئے اقتصادی عوامل کے ساتھ ساتھ سیاسی عوامل کا سازگار ہونا بھی ضروری ہے، اس کا یہ مطلب ہے کہ حکومت ملک کو ترقی دینا چاہتی ہو، اسے زرعی دور سے نکال کر صنعتی اور جوہری توانائی کے دور میں لانے کی خواہش مند ہو۔ انتظامی مشینری مستعد اور تختی ہو۔ عہد حاضر میں پس ماندہ ممالک میں، معاشی ترقی کی زبردست خواہش پیدا ہوئی ہے، اور ان کی حکومتیں اس سلسلہ میں اپنی ذمہ داریاں محسوس کرتی ہیں، لیکن پاکستان میں سیاسی حالات بڑے تغیر پذیر، ہنگامہ خیز اور غیر مستحکم رہے ہیں۔ پاکستان کی معاشی ترقی کے لیے ضروری ہے کہ سیاسی اور انتظامی مشینری نہایت دیا مستدار، مستعد اور ایثار پیشہ ہو۔ پاکستان ایک اسلامی جمہوریہ ہے لیکن یہاں عیسویوں سیاسی جماعتیں ہیں جن کے الگ الگ منشور ہیں حالانکہ اسلامی نظام حیات تو ایک واضح سلسلہ، دائمی اور ابدی حقیقت ہے اور صرف یہی منشور مطلوب و موجود ہونا چاہئے۔ (پاکستان میں سیاسی عدم استحکام اور لوٹ پھوٹ پر گزشتہ صفحات میں بحث ہو چکی ہے)

معاشرتی عوامل: (Social Factors)

معاشی ترقی میں "معاشرتی عوامل" بھی بڑا اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اگر معاشرتی ماحول، تمدن و روایات، سماجی رسوم و نظریات سازگار ہوں تو معاشی ترقی کا عمل تیز ہوتا ہے وگرنہ سست۔ اگر لوگ تہمتی اور جنائش ہوں، مہذب اور تعلیم یافتہ ہوں، دور اندیش اور کفایت شعار ہوں، خوش حال اور ترقی پذیر زندگی گزارنے کے خواہش مند ہوں، تو معاشی ترقی کا راستہ خود بخود ہموار ہو جاتا ہے۔ پس ماندہ ممالک میں بعض لوگ اُن پڑھ، جاہل، ادہام پرست، کام چور، پیشہ ور بیکاری، کامل اور فضول خرچ ہوتے ہیں، اور یہی باتیں ان کی معاشی ترقی کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہیں۔

پاکستان میں پیشہ آبادی اُن پڑھ ہے، سائنس اور ٹیکنالوجی کے جدید تقاضوں سے بے خبر ہے، لوگ معاشی ترقی کے لئے اجتماعی کوشش کرنے کے شعور سے محروم ہیں، فضول خرچی اور نمود و نمائش کے عادی ہیں، محنت اور جنائشی سے جی چراتے ہیں، اس لئے جب تک لوگوں

کے نظریہ حیات میں انقلاب نہ لایا جائے وہ عہد جدید کے معاشرتی تقاضوں کو پورا نہیں کر سکیں گے۔ معاشرتی عوامل کو سازگار بنانے میں تعلیم بڑا اہم کردار ادا کرتی ہے، لہذا معاشی ترقی کے لیے ایسے نظام تعلیم کی ضرورت ہے جو: ہماری معیشت کو سائنس اور ٹیکنالوجی کے دور میں داخل ہونے میں مدد دے۔

سماجی اور اقتصادی ترقی میں معاون ثابت ہو۔

تعلیمی معیار کو بلند کر دے تاکہ قوم کے نوجوان، قومی ذمہ داریوں کو کما حقہ نبھاسکیں۔

معاشی منصوبہ بندی

(Economic Planning)

معاشی منصوبہ بندی کا تصور (Concept of Economic Planning):

عہد حاضر میں دنیا کے بیشتر ممالک ان مسائل سے دوچار ہیں: غربت، بیماری، ناخواندگی، بے روزگاری، زرعی و صنعتی پس ماندگی، پست معیار زندگی، غیر مساوی تقسیم دولت، اگرانی و مہنگائی، افراط زر، بیرونی ادائیگیوں میں عدم توازن، غیر ملکی قرضہ کا بوجھ، بجٹ میں خسارہ وغیرہ۔ اگر غربت و افلاس کا وجود عہد قدیم سے ہے لیکن اس سے چھٹکارا پانے کی خواہش اور یہ امید کہ چھٹکارا پایا جاسکے ہے، زمانہ حال کی پیداوار ہیں، کیونکہ نہ صرف سائنس و ٹیکنالوجی کی ترقی کی بدولت وسائل کا بہتر استعمال ممکن ہو گیا ہے، بلکہ معاشی منصوبہ بندی کا تصور بھی بہت مقبول ہو گیا ہے اور بعض اقوام نے معاشی منصوبہ بندی کی بدولت قابل رشک ترقی کی ہے۔

معاشی منصوبہ بندی کی تعریف: (Definition of Economic Planning)

معاشی منصوبہ بندی کی تعریف مختلف معاشین نے مختلف انداز سے کی ہے، مثلاً پروفیسر لیوس لارون (Lewis Larwin) لکھتے ہیں: "معاشی منصوبہ بندی سے مراد معاشی تنظیم کی ایک ایسی تدبیر ہے جس میں مختلف کارخانوں، کاروباری تنظیموں اور صنعتوں کو کسی ایک واحد نظام کی معاون باہم کا بنیاد تصور کیا جاتا ہے تاکہ ایک معیہ مدت میں، تمام موجودہ ذرائع اور وسائل سے استفادہ کر کے لوگوں کی ضروریات کو بدرجہ احسن پورا کیا جائے۔"

پروفیسر ڈکنسن (Dickenson) اپنی کتاب "معاشیات اشتراکیت" میں منصوبہ بندی کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں: "معاشی منصوبہ بندی سے مراد کسی ملک کی مقتدر اور ذمہ دار اتھارٹی کے بعض بڑے بڑے فیصلے ہیں، مثلاً کون سی اشیاء پیدا کی جائیں، کتنی مقدار میں کی جائیں اور کن کن کے لئے کی جائیں یہ فیصلے پورے معاشی نظام کا مکمل جائزہ لے کر کئے جاتے ہیں۔" مختصراً، معاشی منصوبہ بندی میں تین باتیں مرکزی حیثیت رکھتی ہیں:

اول، غرض و دانش سے کام لے کر مقاصد (Objectives) متعین کرنا۔

دوم، ملک کے تمام ذرائع کو اس طرح کام میں لانا کہ مطلوبہ مقاصد حاصل ہو جائیں۔

سوم، منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ایک ذمہ دار اتھارٹی قائم کرنا جسے مرکزی اختیارات حاصل ہوں۔

پاکستان میں منصوبہ بندی کی ضرورت و اہمیت: (Need of Economic Planning in Pakistan)

پاکستان ایک پس ماندہ (Backward) اور ترقی پذیر (Developing) ملک ہے۔ اسے مختلف مسائل درپیش ہیں، مثلاً کم قومی پیداوار، پست فی کس آمدنی، افراط آبادی، افراط زر، فنی معلومات کی قلت، ادائیگیوں کا خراب توازن، بیرونی قرضوں کا بوجھ، زراعت میں شیل کا کم استعمال، غیر موافق نسبت درآمد و برآمد، بے روزگاری، تقسیم دولت کا ناقص نظام وغیرہ۔ ان تمام مسائل کا علاج ہے:

معاشی منصوبہ بندی۔ پاکستان میں اقتصادی منصوبہ بندی کی ضرورت و اہمیت درج ذیل باتوں سے واضح ہو جاتی ہے:

- 1- نجی شعبہ (Private Sector) کی کمزوریاں:
پاکستان میں نجی شعبہ کے تاجروں و صنعتکاروں پر مخصوص اور محدود مقاصد کے پیش نظر یہ معاشی سرگرمیاں اختیار کرتے ہیں، اور اپنے تمام شعبہ نظر انداز کر دیتے ہیں جو ملک میں معیشت کے لئے بنیادی اہمیت کے حامل ہوتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایسے کاموں کے لئے تاخیر مقدار میں سرمایہ درکار ہوتا ہے، یا ان سے نفع دیر کے بعد حاصل ہوتا ہے یا ان سے حاصل ہونے والے نفع کی شرح کم ہوتی ہے۔ اس لئے ضروری ہوتا ہے کہ حکومت مداخلت کر کے قومی نقطہ نگاہ سے معاشی ترقی اور مختلف شعبوں میں سرمایہ کاری کی راہ متعین کرے۔
- 2- قیمتوں کی میکینیت (Price Mechanism) کے نظام کی کمزوریاں:
قیمتوں کی میکینیت (Price Mechanism) کے نظام سے مراد یہ ہے کہ ملک میں اشیاء و خدمات کی پیداوار اور صرف کا معاملہ وغیرہ کو طلب و درمداور قیمتوں کے آزادانہ اثرات و کار فرمائی پر چھوڑ دینا۔ لیکن تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ اس نظام کے تحت ملکی ذرائع کا استعمال بھرپور طریقہ سے نہیں ہوتا۔ لہذا معاشی منصوبہ بندی کی ضرورت ہے تاکہ خصوصی مقاصد کے پیش نظر، قومی ذرائع کو اس طرح استعمال کیا جائے کہ ان کا کوئی حصہ ضائع نہ ہونے پائے۔

3- سرمائے کی قلت: (Shortage of Capital)

پاکستان میں سرمائے کی قلت ہے، جس کے باعث بڑے بڑے صنعتی اور ترقیاتی پروجیکٹ مکمل نہیں ہو سکتے۔ اس کام کے لئے بھی منصوبہ بندی کی ضرورت ہے تاکہ لوگوں کو دیہی پس انداز کرنے اور دوبارہ کاروبار میں لگانے کی ترغیب دی جائے۔ ضرورت ہے کہ باقاعدہ منصوبہ بندی کی معرفت اور ایک سوچے سمجھے ہوئے پروگرام کے تحت ملک میں کفایت شعاری کی ہم چلائی جائے تاکہ بچتوں میں اضافہ ہو اور سرمایہ کاری کی مقدار بڑھ جائے۔

4- تقسیم دولت کی اصلاح: (Correct Distribution of Wealth)

پاکستان میں منصوبہ بندی کی اہمیت اس لئے بھی زیادہ ہے کہ آمدنی و دولت کی تقسیم میں وسیع فرق کو کم کیا جائے کیونکہ یہ معاشی اور سماجی ترقی میں رکاوٹ کا باعث ہے۔ اس وقت زمین کی ملکیت (Land Ownership) میں جو فرق پایا جاتا ہے وہ نہ صرف نا پسندیدہ ہے بلکہ نقصان دہ بھی ہے۔ اس سے ترقی کرنے کے جذبے کو نہیں پہنچتی ہے اور کثیر آبادی کے لئے زندگی کے حالات نامناسب ہو جاتے ہیں۔ دولت اور ذرائع پیدا کرنے کا چند ہاتھوں میں مرککز (Concentrate) ہونے سے عام شہری کے مفاد کو سخت دھچکا لگتا ہے۔ منصوبہ بندی کے ذریعے ان حالات کو بہتر بنایا جاسکتا ہے۔

5- تیشانہ مصرف (Luxurious Consumption) پر کنٹرول:

ہمارے ہاں حصول طبقہ انتہائی پر تیش اور بڑے شکوہ انداز میں زندگی گزارتا ہے، اس کا اظہار مختلف طریقوں میں ہوتا ہے۔ نہایت قیمتی ذرائع نقل و حمل، بڑے بڑے عیاشانہ عشرت کدے اور آئے دن غیر ملکی سیر و سیاحت اور دورے۔ اس صورت حال سے نچلے طبقے میں سخت بے زاری، بددلی اور بے اطمینانی پیدا ہوتی ہے اور معاشرتی استحکام و ہم آہنگی میں رخنہ پڑتا ہے۔ امر او کو اس روش سے باز رکھنے کے لئے بھی مناسب اقدامات کرنے چاہئیں اور اس غرض کے لئے منصوبہ بندی کی ضرورت ہے۔

6- مخفی بے روزگاری (Disguised Unemployment) کا علاج:

پاکستان میں مستور بے روزگاری بھی موجود ہے یعنی زرعی شعبہ میں کثیر تعداد ایسے لوگوں کی مصروف ہے جو صحیح معنوں میں جذب نہیں

ہو سکتے۔ لہذا منصوبہ بندی کے ذریعہ ہم ان لوگوں کو ایسے شعبہ سے نکال کر زیادہ بار آور شعبوں میں کام پر لگا سکتے ہیں۔ چنانچہ مربوط و نجی ترقیاتی پروگرام کی ضرورت ہے۔

7- بیرونی قرضہ اور سرمایہ کاری: (External Rebt and Investment)

معاشی منصوبہ بندی کے ذریعہ ہم یہ معلوم کر سکتے ہیں کہ ترقیاتی پروگراموں کے لئے کسی قدر بیرونی امداد اور بیرونی سرمایہ کاری کی ضرورت ہے۔ چنانچہ ملکی سرمایہ کاروں کو مختلف پروجیکٹوں کی تکمیل کے لئے سرمایہ کاری کی ترغیب دی جاسکتی ہے۔ نیز بین الاقوامی مالی اداروں سے قرضہ لیا جاسکتا ہے۔

پاکستان میں معاشی منصوبہ بندی اس لئے بھی ضروری ہے کہ وہ مقاصد حاصل کئے جاسکیں جو ترقی پذیر ممالک کے پیش نظر ہوتے ہیں، مثلاً قومی آمدنی میں اضافہ، فی کس آمدنی میں اضافہ، روزگاری مواقع میں اضافہ، غذائی پیداوار میں خود کفالت، قیمتوں میں استحکام، غیر ملکی مقابلہ کی فراہمیوں سے بچاؤ، افزائش سرمایہ کی بلند شرح، ادا سلیکیوں کے توازن کی اصلاح وغیرہ۔

پاکستان منصوبہ بندی کمیشن

(Planning Commission)

حکومت پاکستان نے جولائی 1953ء میں ایک منصوبہ بندی بورڈ قائم کیا جس سے 1955ء تا 1960ء کی مدت کے لئے پہلا پانچ سالہ منصوبہ تیار کیا۔ (1958ء میں اس کا نام منصوبہ بندی کمیشن رکھ دیا گیا)

پاکستان میں معاشی منصوبہ بندی کا آغاز 1955ء سے ہوا، جب پہلا منصوبہ 1955ء تا 1960ء بنایا گیا، اس کے بعد 1960ء تا 1965ء کے عرصہ کے لئے دوسرا پانچ سالہ منصوبہ تیار کیا گیا، پھر 1965ء تا 1970ء تیسرا منصوبہ اور 1970ء تا 1975ء چوتھا منصوبہ بنایا گیا۔ لیکن 1971ء میں مشرقی پاکستان کے الگ ہو جانے کے باعث اس پر عمل نہ ہو سکا، چنانچہ اس عرصے کے دوران میں مناسب سمجھا گیا کہ معاشی منصوبہ بندی کا سالہ سال پروگرام بنایا جائے، لہذا اس مدت میں معاشی منصوبہ بندی کے اہم انداز یہ تھے:

سالانہ ترقی پروگرام (ADP: Annual Development Programme) اور سالانہ منصوبے۔

گذشتہ عرصے کے تجربات سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ سالانہ ترقیاتی پروگراموں کی مدد سے معاشی ترقی کے مطلوبہ مقاصد حاصل نہیں ہو سکتے۔ چنانچہ یہ فیصلہ کیا گیا کہ پانچ سالہ ترقیاتی منصوبوں کا سابقہ طریقہ کار شروع کیا جائے۔ لہذا یکم جولائی 1978ء کو پانچویں پانچ سالہ منصوبہ 1978ء تا 1983ء کا آغاز کر دیا گیا۔

پہلا پانچ سالہ منصوبہ (1955ء-1960ء):

اس منصوبے کا حجم 1080 کروڑ روپے تھا۔ اس میں سے 750 کروڑ سرکاری شعبہ پر جب کہ 350 کروڑ پرائیویٹ شعبہ پر خرچ کیا گیا۔ اس منصوبے کا مقصد قومی آمدنی میں اضافہ، ادا سلیکیوں کے توازن میں بہتری، روزگار کے مواقع، تعلیم اور رہائش کی سہولیات وغیرہ مہیا کرنا یہ منصوبہ دیر سے لاگو کیا گیا لہذا اپنے مقاصد حاصل کرنے میں ناکام رہا۔

دوسرا پانچ سالہ منصوبہ (1960ء-1965ء):

اس منصوبے کا مقصد ترقی کی رفتار کو تیز کرنا تھا۔ مزید یہ کہ معیشت کے تمام شعبوں میں ترقی کی رفتار کو یکساں رکھا جائے۔ اہم اہداف مثلاً قومی آمدنی میں اور فوس آمدنی میں اضافہ، اناج کی پیداوار میں اضافہ درمیانے اور بڑے کی صنعتوں کی ترقی، روزگاری فراہمی، کچن میں اضافہ، کمزوری یا نیمہ صوبوں پر توجہ اور زرمبادلہ کے ذخائر میں اضافہ کرنا شامل ہیں۔ اس منصوبے کا حجم 1900 کروڑ روپے تھا۔ یہ

منصوبہ سیاسی استحکام، سرمایہ کاروں کو سہولیات، بیرونی امداد اور بہتر معاشی حالات کی وجہ سے کامیاب رہا۔

تیسرا پانچ سالہ منصوبہ (1965ء-1970ء):

اس منصوبے کا حجم 5200 کروڑ روپے تھا، اس میں سے 3000 ہزار کروڑ روپے سرکاری شعبہ پر جبکہ 2200 کروڑ روپے نجی شعبہ پر خرچ کرنا تھا۔ اس منصوبے کے اہم اہداف میں بی این پی میں اضافہ، علاقائی تقادوت کو کم کرنا، بیرونی قرضوں کے توازن میں بہتری، بنیادی صنعتوں کا قیام، زرعی پیداوار میں اضافہ اور آبادی پر قابو پانا شامل تھے۔ یہ منصوبہ اٹلیا کے ساتھ جنگ، امریکی امداد کی منسوخی اور سیلاب اور خشک سالی کی وجہ سے ناکام رہا۔

چوتھا پانچ سالہ منصوبہ (1970ء-1975ء):

اس منصوبے کا حجم 7500 کروڑ روپے تھا۔ اس میں سے 4900 کروڑ روپے سرکاری شعبہ پر جبکہ 2600 کروڑ روپے نجی شعبہ پر خرچ کرنا تھا۔ اس کے اہم اہداف میں قدرتی اور انسانی ذرائع کو استعمال کر کے معاشی ترقی کو بڑھانا، نوکس آمدنی کے لحاظ سے علاقائی تقادوت کو کم کرنا، خود کفالت، سماجی انصاف اور معاشی و معاشرتی قوتوں کو استعمال کر کے منصفانہ معاشرہ قائم کرنا۔ یہ منصوبہ 1971ء کی پاک بھارت کی جنگ کی وجہ سے ناکام رہا۔

پانچواں پانچ سالہ منصوبہ (1978ء-1983ء):

پانچواں پانچ سالہ منصوبہ (1978ء-1983ء) نوے فیصد کامیاب ہو گیا۔ باوجود اس حقیقت کے کہ غیر معمولی طور پر بیرونی مشکلات پیش آئیں اور "دور آمد اور برآمد کی نسبت" خراب ہو گئی۔ منصوبے کی کامیابی کا ثبوت ان باتوں سے ملتا ہے۔

✶ مجموعی داخلی پیداوار G.D.P میں سالانہ چھ فیصد اضافہ ہوتا گیا۔

✶ غذائی قلت، مقداری کفالت میں تبدیل ہو گئی۔

✶ 1978ء میں افزائش زرعی شرح 16 فیصد تھی جو کم ہو کر 1983ء میں 5 فیصد ہو گئی۔

✶ کم ترقی یافتہ علاقوں کی رفتار ترقی تیز ہو گئی۔

✶ صنعتی شعبے میں شرح ترقی 9 فیصد رہی۔

✶ جتنے دیہات کو بجلی تیس سال میں مہیا کی گئی اس سے زیادہ دیہات کو بجلی ان پانچ سالوں میں مہیا کی گئی۔

چھٹا پانچ سالہ منصوبہ (1983ء-1988ء):

جولائی 1983ء سے چھٹے منصوبے کا آغاز ہوا۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ ملک کو تیزی کے ساتھ سادیا نہ طریقے سے معاشی ترقی دی جائے

تاکہ اقتصادی خوش حالی کے فوائد لوگوں میں وسیع پیمانے پر تقسیم کئے جاسکیں۔

ساتواں پانچ سالہ منصوبہ (1988ء-1993ء):

ساتویں منصوبے کے بنیادی مقاصد حسب ذیل تھے:

1- مکمل روزگار کا حصول، بالخصوص تمام تعلیم یافتہ نوجوانوں کو روزگار مہیا کرنے کی کوشش کرنا۔

2- زیادہ سے زیادہ آبادی کو یہ سہولتیں مہیا کرنا: خوراک، رہائش، صحت، تعلیم، نقل و حمل اور دیگر عوامل خدمات۔

3- انسانی وسائل کو ترقی دینا اور افرادی قوت کو تعلیم اور فن ترقیت مہیا کرنا۔

4- قومی زندگی کے تمام پہلوؤں اور شعبوں میں بتدریج خود انحصاری (Self-Reliance) کے مرحلے تک پہنچنا اور بیرونی قرضوں

(Foreign Loans) اور بیرونی ٹیکنالوجی پر دار و مدار اور نجی کو گھٹانا۔

5- سرمایہ کاری اور معاشی ترقی کے مالی بوجھ کی ذمہ داری سرکاری شعبے سے منتقل کر کے نجی شعبے پر ڈالنا، اور پرائیویٹ سیکٹر کو زیادہ سے زیادہ فروغ دینے کے لئے ڈی رگولیشن (De-Regulation) (عدم ضابطگی یا تحلیل ضوابط) کی پالیسی پر زور دینا۔

6- مناسب صنعتی پالیسی، تجارتی پالیسی اور شرح مبادلہ پالیسی اختیار کر کے برآمدات کو فروغ دینا تاکہ بیرونی ادائیگیوں کا توازن بہتر بنایا جاسکے۔

7- زرعی پالیسی یعنی "قرضے کے اجراء اور شرح سود کی پالیسی" کو سخت اور محدود کر دینا تاکہ قیمتوں میں استحکام (Price Stability) پیدا کرنا۔

آٹھواں پانچ سالہ معاشی منصوبہ (1993ء تا 1998ء):

آٹھویں پانچ سالہ معاشی منصوبے کی مدت جولائی 1993ء تا جون 1998ء تھی۔ اس کا مقدم ترین مقصد تھا عوام کی معاشی اور اقتصادی بہبود میں اضافہ۔ اس منصوبے کے مقاصد (Objectives) اور اہداف (Targets) کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

1- قومی آمدنی میں اضافہ:

مجموعی داخلی پیداوار (GDP) میں سالانہ سات فیصد اضافہ کرنا: زرعی شعبہ میں سالانہ 4.9 فیصد اضافہ ہوگا اور صنعتی شعبہ میں 9.9 فیصد۔ اس غرض کے لئے اندرونی وسائل کو متحرک (Mobilize) کیا جائے گا۔ آٹھویں منصوبے کی مدت میں جی ڈی پی میں چالیس فیصد اضافہ ہوگا۔

2- روزگاری مواقع (Job Opportunities):

ہاتھ لاکھ نئے روزگاری مواقع پیدا کرنا، اس کے لئے ایک طرف نجی شعبہ میں اقدام کرنا ہوگا اور دوسری طرف سرکاری پالیسیوں اور پروگراموں کے ذریعے بار آور طریقے اور امکانات کو بڑھانا ہوگا۔

3- غربت کم کرنا: (Reduction in Poverty)

ملک سے غربت گھٹانے کے لئے یہ طریقے اختیار کرنا: لوگوں کی آمدنیاں بڑھانا، معاشرتی اور اجتماعی خدمات و سہولیات مہیا کرنا، انسانی وسائل کو ترقی دینا، طبعی ترقی و حاشیہ (Physical Infrastructure) وسیع کرنا، بہبود آبادی کے لئے اقدامات کرنا، پسماندہ طبقوں اور علاقوں کے لئے خصوصی پروگرام بنانا۔

4- قومی بچتوں کے تناسب میں اضافہ: (Increase in National Savings)

1992-93ء میں قومی بچتیں جی ڈی پی کے 15.8 فیصد کے برابر تھیں۔ اس "نسبت" (Ratio) کو بڑھا کر 1997-98ء میں 19.9 فیصد کرنا۔ نیز بیرونی وسائل کا تناسب 4.2 فیصد سے کم کر کے 2.1 فیصد کرنا۔

5- شرح خواندگی میں اضافہ: (Increase in Literacy)

ملک میں شرح خواندگی کو (موجودہ) پینتیس فیصد سے بڑھا کر اڑتالیس فیصد کرنا۔

آٹھویں منصوبے کا حجم: (Volume of 8th plan)

آٹھویں منصوبے کی تکمیل پر 1700.5 بلین روپے خرچ کرنے کا پروگرام تھا۔ یہ رقم ساتویں منصوبے پر خرچ ہونے والی رقم سے کم ہے۔ سرکاری شعبے میں ترقیاتی خرچ، ساتویں منصوبے کے مقابلہ میں 36.1 فیصد زیادہ تھا جب کہ "نجی معینہ سرمایہ" کا "لگژر" منصوبے کی نسبت 59.1 فیصد زیادہ تھی۔

پانچ سالہ معاشی منصوبوں کا تھقل:

- آٹھویں منصوبے کی مدت جن 1998ء میں ختم ہونے کے بعد آئندہ پانچ سالہ منصوبے بنانے کا عمل رک گیا جس کی چند وجوہ یہ ہیں:
- ✧ حکومت کا عدم استحکام۔
 - ✧ مئی 1998ء میں پاکستان کا ایٹم بم کا دھماکہ۔
 - ✧ اکتوبر 1998ء میں سندھ میں گورنر راج کا نفاذ۔
 - ✧ 1999ء کے دوران حکومت مخالف سیاسی جماعتوں کے احتجاجی مظاہرے۔
 - ✧ 12 اکتوبر 1999ء کو جنرل پرویز مشرف کی طرف سے نواز شریف حکومت کی برطرفی۔
 - ✧ 11 ستمبر 2001ء کو امریکہ کے دلائل ٹریسٹر کے ساتھ جہازوں کا ٹکرانا۔
 - ✧ 17 اکتوبر 2001ء کو امریکہ کا افغانستان پر حملہ وغیرہ۔
- ان وجوہ کی بنا پر حکومت منصوبہ بنانے کی طرف توجہ نہ دے سکی۔ تاہم اس کے بعد حکومت نے 2005ء تا 2010ء ایک پانچ سالہ منصوبہ بنایا جس کا آگے ذکر کیا گیا ہے۔

اوسط المیاد ترقیاتی منصوبہ (Medium Term Development Framework MTDf):

پاکستان منصوبہ بندی کمیشن (Planning Commission) نے ایک پانچ سالہ منصوبہ جولائی 2005ء تا جون 2010ء تیار کیا۔ یہ ”محکمہ عملی برائے تخفیف غربت کی دستاویز“ (Poverty Reduction Strategy Paper) کی ایک شکل ہے جو دراصل سالانہ منصوبوں (Annual Plans) پر مشتمل ہے تاکہ حالات میں تغیرات کے پیش نظر اس میں مطلوبہ ترمیم (Adjustment) کی جاسکے۔ یہ ڈھانچہ درحقیقت پچیس سالہ ایک طویل مدتی (Long Term) تناظر (Vision) برائے 2005ء تا 2030ء کا حصہ ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ ملکی ذرائع کے تیز تر استعمال اور مستقل ترقیاتی کوششوں سے پاکستان کو ایک نہایت ترقی یافتہ صنعت یافتہ اور خوشحال ملک بنادیا جائے۔

منصوبہ کے اغراض و مقاصد:

اس منصوبہ کے بنیادی مقاصد حسب ذیل ہیں:

- 1- ایک ایسا منصفاانہ اور دیرپا معاشی نظام قائم کیا جائے جس سے غربت کم ہو جائے۔
- 2- آئندہ پچیس سالہ عرصہ میں پاکستان کو صنعتی لحاظ سے ترقی یافتہ ملک بنانے کے لیے ایک ایسی معیشت قائم کی جائے جو مستعد، متوازن، بین الاقوامی سطح پر مقابلاتی طاقت رکھنے والی اور دنیاوی و تکنیکی لحاظ سے (Technologically) اعلیٰ درجہ کی ہو۔
- 3- پاکستان کے مختلف علاقوں کی ترقی مساویانہ اور منصفاانہ بنیادوں پر ہو۔
- 4- ہر شہری کے ترقی کرنے کے حق کو پورا تحفظ دیا جائے بالخصوص بچکان (Children)، نو جوانان، خواتین اور اقلیتوں کے حقوق۔

منصوبہ کے اہداف (Targets):

اس منصوبہ میں مندرجہ ذیل اہداف پیش نظر رکھے گئے ہیں:

- 1- قومی پیداوار: اس عرصہ میں مجموعی قومی پیداوار (G.D.P) کی سالانہ اوسط شرح نمو (Growth) 7.6 فیصد ہوگی جبکہ 2009-10ء میں یہ شرح 8.2 فیصد ہو جائے گی۔

سرمایہ کاری:

2- پانچ سالہ عرصہ میں مجموعی سرمایہ کاری (Investment) آٹھ ٹریلین (یعنی اسی کھرب) روپے درکار ہوگی جو 2004-05ء میں جی ڈی پی کے 16.8 فیصد سے بڑھ کر 20.7 فیصد ہو جائے گی۔ پینتھ فیصد سرمایہ کاری نجی شعبہ (Private Sector) میں ہوگی اور پینتھ فیصد سرمایہ کاری شعبہ (Public Sector) میں۔ اس سرمایہ کاری کا 88.3 فیصد ملک کی اندرونی بچتوں (Internal Savings) پر مشتمل ہوگا اور بارہ فیصد بیرونی ذرائع (Foreign Resources) پر۔

3- بیرونی ادائیگیوں کا توازن (Balance of Foreign Payments):

بیرونی ادائیگیوں کے توازن کو بہتر بنانے کے لیے منصوبے کے دوران کوشش کی جائے گی کہ برآمدات میں نیرنگی اور تنوع (Diversification) پیدا کی جائے۔ نیز شرح مبادلہ (Exchange Rate) میں استحکام اور برآمدات (Exports) میں مقابلہ کی صلاحیت پیدا کی جائے۔

4- سرکاری شعبہ میں ترقیاتی پروگرام (PSDP):

سرکاری شعبہ کے ترقیاتی پروگرام کے تحت کل 2042 بلین روپے کی سرمایہ کاری کی جائے گی۔ گویا 2004-5ء کے مقابلہ میں 2009-10ء میں یہ تین گنا بڑھ جائے گی اور جی ڈی پی کا 6.3 فیصد ہوگی۔ یہ رقم ان شعبوں پر خرچ ہوگی: توانائی، مواصلات، خبررسانی، آبی ذرائع، تعلیم، پیشہ ورانہ ٹریننگ، صحت عامہ، طبعی (Physical) منصوبہ بندی اور مکانات۔

5- تخفیف غربت:

اس وقت پاکستان کی کل آبادی کا ایک تہائی (یعنی 33 فیصد) خطہ غربت (Poverty Line) سے نیچے زندگی گزار رہا ہے۔ نئے منصوبہ کے تحت 2010ء تک تخفیف غربت میں ایکس فیصد کی جائے گی اور اس سلسلہ میں بھی درج ذیل حکمت عملی اختیار کی جائے گی:

- 1- غریبوں کو روزگار دلانے کی کوششوں پر زور۔
- 2- زراعت، چھوٹے کاروباروں اور تعمیرات کے شعبوں کی معاشی نمو کی شرح (Growth Rate) میں اضافہ۔
- 3- خوشحال پاکستان، تعمیر پاکستان اور خشک سالی کے سلسلہ میں غرباء کو ریلیف، وغیرہ پروگراموں پر زور۔
- 4- زراعت اور چھوٹے کاروباروں کو چھوٹے قرضوں (Micro Credits) کا اجراء۔
- 5- معاشرتی تحفظ۔
- 6- انسانی وسائل (Human Resources) کی ترقی یعنی تعلیم و صحت پر زیادہ توجہ۔
- 7- بے زمین (Landless) دیہاتی لوگوں کو سرکاری زمینیں الاٹ کرنا۔
- 8- رہائشی مکانات:

اس وقت پاکستان میں ضرورت سے ساٹھ لاکھ مکانات کم ہیں اور 2010ء تک مزید تیس لاکھ مکانات کی ضرورت پیدا ہو جائے گی۔ گویا ہر سال پانچ لاکھ ستر ہزار مزید مکانات کی ضرورت پڑتی ہے جبکہ صرف تین لاکھ نئے مکانات سالانہ تیار ہوتے ہیں۔ چنانچہ منصوبہ کے دوران کوشش کی جائے گی کہ:

- 1- تعمیر مکانات کے لیے مالی اداروں کی معرفت معینہ شرح پر طویل المیاد قرضوں کی بہم رسانی آسان بنائی جائے۔
- 2- کم آمدنی والے لوگوں کے لیے چھوٹے رہائشی پلاٹ تیار کئے جائیں۔
- 3- تعمیر مکانات کی مینالوجی کو بہتر بنایا جائے۔

- 4- علاقوں میں مکانات کی تعمیر کے لئے کم شرح پر قرضہ ہم پہنچایا جائے۔
- 5- تعمیر کار معیار بہتر بنانے کے لئے کارندوں کی تربیت کی جائے وغیرہ۔
- 7- روزگار اور آمدنی کی تقسیم:

2004-5ء میں جمعیت محنت (Labour Force) (یعنی کارکنوں کی تعداد) چار کروڑ ستر لاکھ تھی جو بڑھ کر 2009-10ء میں پانچ کروڑ بائیس لاکھ ہو جائے گی، گویا اس میں ساڑھے پچپن لاکھ افراد کا اضافہ ہو جائے گا۔ چنانچہ اس عرصہ میں ساختی تعمیرات (Structural Changes) کی معرفت محبت جاذب (Labour Absorption) طریقوں میں اصلاح و ترقی کی بدولت ابتر لاکھ ستر ہزار زائد روزگاری مواقع پیدا کئے جائیں گے جس کے نتیجے میں ہر روزگاری کی شرح ساڑھے سات فیصد سے کم ہو کر چار فیصد رہ جائے گی۔ چونکہ بین الاقوامی طور پر افرادی قوت (Manpower) کی برآمد بڑھتی جا رہی ہے، اس لئے منصوبہ کے دوران کارکنوں کو ایسے ہنر (Skill) اور فنون کی تربیت دی جائے گی جن سے پاکستان کی اپنی اور سمندر پار ممالک (میں جانے والے کارکنوں) کی ضرورت پوری ہو سکے۔

- 8- پیداوار میں اضافہ کی شرح تیز کرنا:

منصوبہ کے دوران مختلف شعبوں کی پیداوار میں اضافہ کی شرح تیز کرنا۔

زری شعبہ: (Agricultural Sector)

اس شعبہ کی ترقی کے لیے یہ امور پیش نظر رکھے جائیں گے: زرعی اشیاء کی پیداوار میں خود کفالت، اشیائے خوراک کی پیداوار میں اضافہ، فصلوں کی پیداوار میں اضافہ کے لیے نئی ٹیکنالوجی سے استفادہ، کاشتکاری کے سائنسی طریقوں کا استعمال اور فروغ۔ آبپاشی کے نظام کی اصلاح، زیادہ مالیتی فصلوں (High Value Crops) کی افزائش اور برآمد، زرعی قرضوں کی بہم رسانی، منڈیاتی نظام کی اصلاح، زرعی مددائی (Inputs) کے معیار کو بہتر اور ان کی بہم رسانی کو آسان بنانا، زرعی تحقیق کے اداروں کی مضبوطی، ہیم و تھور کا سد باب، کھیت سے منڈی تک سڑکوں کو بہتر بنانا۔

صنعتی شعبہ: (Industrial Sector)

منصوبہ کے دوران صنعتی شعبہ کی اوسط سالانہ شرح ترقی 11.6 فیصد رکھی جائے گی اور اس سلسلہ میں یہ اقدامات کئے جائیں گے: ٹیکنالوجی کے معیار کی بہتری، صنعتی پیداوار میں تنوع (Diversity) پیداواری صلاحیت میں اضافہ، طبعی اور معاشرتی تحتی ڈھانچہ (Physical and Social Infrastructure) کی اصلاح و ترقی۔

بیرونی تجارت کا شعبہ:

عالمی معاشی تنظیم (WTO) کے نئے دور کا مقابلہ کرنے کے لئے یہ اقدامات کئے جائیں گے: بیرونی پیداواروں کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت میں اضافہ، برآمدات میں اضافہ، بڑھتی ہوئی جمعیت محنت کے لیے روزگاری مواقع بڑھانے کی معاشی، محبت جاذب (Labour Absorbing) صنعتوں کا قیام، چھوٹے اور درمیانے درجہ کے کاروبار کا فروغ، کارکنوں کی ہنرمندی میں اضافہ، صنعتی ٹیکنالوجی کی ترقی (Industrial Technology Development) کے ذریعے تیز تر صنعتی نمو کی خاطر ایک قومی معاشی منصوبہ (National Plan of Action) تیار کیا جائے گا۔ صنعتوں کی تنويع کے لئے ایسی صنعتوں کی ترقی پر زور دیا جائے گا جن میں پاکستان کو تقابلی برتری (Comparative Advantage) حاصل ہے اور ان میں یہ شامل ہیں: فوڈ پروسیسنگ، ٹیکسٹائل، انجینئرنگ، آٹوموبائلز اور برقی اشیاء (Electronics)۔

توانائی (Energy) کا شعبہ:

نی کس توانائی کا استعمال (جو کہ ترقی اور معیار زندگی کے لئے اشاریہ کام دیتا ہے) پاکستان میں کم ہے۔ حکومت نے 2030ء تک کے لئے ایک طویل المیعاد قومی توانائی سیکورٹی منصوبہ (National Energy Security Plan) منظور کیا ہے جس میں یہ امور شامل ہیں:

- 1- تیل، گیس اور کوئلہ کے نئے ذخائر کی دریافت اور پیداوار میں اضافہ۔
- 2- موجودہ وسائل سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کر کے تیل کی درآمد پر انحصار کم کرنا۔
- 3- توانائی کی پیداوار بڑھانے میں فنی شعبہ کی حوصلہ افزائی کرنا۔

ہنرمندی اور پیشہ ورانہ تعلیم کا فروغ (Skills and Vocational Development):

یہ منصوبہ بنایا گیا ہے کہ مرکزی اور صوبائی سطح پر فنی تعلیم اور پیشہ ورانہ تربیت کے مقتدرہ جات (Technical Education and Vocational Training Authorities) قائم کئے جائیں۔ سکولوں میں جماعت آٹھ تا دس "ہنرمندی اور ٹیکنالوجی" کو بطور لازمی مضمون پڑھایا جائے گا۔ منصوبہ کے دوران دس لاکھ نو جوانوں کو فنی ٹریننگ دی جائے گی۔

پاکستان میں زرعی شعبہ کے مسائل

(Problems of Agricultural Sector of Pakistan)

اگرچہ ہماری معیشت میں زراعت کو بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے لیکن دیگر ممالک کے مقابلہ میں یہ بہت پسماندہ حالت میں ہے کیونکہ فی ایکڑ اوسط پیداوار (Per Acre Yield) بڑی کم ہے۔ ہم خوراک کی پیداوار (Food Crops) میں خود کفیل نہیں، جدید آلات کاشتکاری استعمال نہیں ہو رہے، پانی کی قلت ہے، سندھ کے میدان میں نہری آبپاشی کے باعث سم و حقور (Waterlogging and Salinity) جیسے مسائل پیدا ہو چکے ہیں، پھر پہاڑی علاقوں میں پانی کے باعث اور جنوب مغربی خشک علاقوں میں آندھیوں کے باعث زمین کٹاؤ (Soil Erosion) کا شکار ہوتی جا رہی ہے۔ کاشتکاروں کے کھیت چھوٹے چھوٹے ہیں اور مختلف مقامات پر بکھرے پڑے ہیں، کسانوں کو حسب ضرورت قرضہ نہیں ملتا، کھیت چھوٹے ہونے کے باعث ان پر مشینوں کا استعمال نہیں ہو سکتا۔ نظام ملکیت اراضی (Land Tenure System) ناقص ہونے کے باعث جاگیرداروں اور زمینداروں نے کاشتکار طبقہ کے دبائے رکھا ہے۔ ان مسائل کے باعث ملک میں زرعی پیداوار کم ہوتی ہے۔ نئی زرعی شعبے کا سب سے اہم مسئلہ یہ ہے کہ زرعی پیداوار اور زرعی پیداواریت (Productivity) یعنی فی ایکڑ زرعی پیداوار کم ہے، اس کے اسباب یہ ہیں:

- 1- غیر معاشی قطعاعات (Uneconomic Holding):

زرعی پیداوار کم ہونے کی ایک وجہ یہ ہے کہ آبادی کے بڑھ جانے سے کسانوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے، لیکن زمین کی مقدار جن کی تول ہے، اس لئے فی کس رقبہ (per head Area) کم ہوتا جا رہا ہے۔ پاکستان میں ایک تہائی قابل کاشت رقبہ (Cultivable Land) ساڑھے بارہ ایکڑ سے چھوٹے کھیتوں پر مشتمل ہے۔ جن پر مشینوں کا استعمال نہیں ہو سکتا اور نہ پیداوار بڑھائی جاسکتی ہے۔

- 2- ناکافی آب پاشی: (Insufficient Irrigation)

پاکستان میں فصلوں کا زیادہ دار و مدار بارش پر ہے۔ لیکن بعض اوقات بارشیں بروقت نہیں ہوتیں یا کم ہوتی ہیں تو پیداوار گھٹ جاتی ہے، اور اگر بارشیں بہت زیادہ ہو جائیں تو سیلابوں کا روپ دھار لیتی ہیں اور کھڑی فصلیں برباد ہو جاتی ہیں۔ جیسا کہ ستمبر 1992ء میں پنجاب اور سندھ میں اور اگست 2010ء اور 2011ء میں خیبر پختونخوا کے، بلوچستان، سندھ اور پنجاب میں زبردست سیلاب آئے اور فصلوں،

موسمیوں اور مکاتوں کی بنیاد پر کاشت کاروں کے باعث کھربوں روپے کا نقصان ہوا۔ اکتوبر 2008ء میں بھارت نے دریائے چناب کا پانی روک دیا جس سے ہماری فصلوں کو بہت نقصان ہوا۔

3- فرسودہ آلات کاشت کاری (Obsolete Implements):
کھیتی باڑی میں کام آنے والے اوزار پرانی قسم کے ہیں۔ ان سے اچھی طرح زمین کو کاشت نہیں کیا جاسکتا۔ بل اور ہٹ چلانے کے لئے موسمیوں سے کام لیا جاتا ہے۔ مشینوں کا استعمال کم ہوتا ہے اس وجہ سے زمین سے پورا فائدہ نہیں اٹھایا جاسکتا اور پیداوار کم رہتی ہے۔

4- کھاد (Fertilizer) کا کم استعمال:
پیداوار بڑھانے کے لئے کیمیائی کھاد کا استعمال بہت ضروری ہے۔ تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ اگر کھاد زیادہ استعمال کی جائے تو پیداوار میں بچاس فیصد اضافہ ہو سکتا ہے لیکن پاکستان میں کھاد کی پیداوار کم ہوتی ہے لہذا اس کا استعمال کم ہوتا ہے۔

5- بڑھانے کی قلت:
پاکستان میں کاشت کار ناقص قسم کے سبب استعمال کرتے ہیں۔ اگر خالص اور عمدہ سبب بونے جائیں تو پیداوار بڑھائی جاسکتی ہے۔

6- پودوں کی بیماریاں (Plant Diseases):
اعزازہ لگایا گیا ہے کہ پاکستان میں فصلوں کی بیماریاں اور کیڑے کوڑوں سے سالانہ پندرہ فیصد پیداوار تباہ ہو جاتی ہے۔ لہذا ضروری ہے کہ مناسب اقدام کر کے اس نقصان کو ختم کیا جائے۔

7- زرعی قرضہ کی قلت:
ہمارے کاشت کار کے اپنے مالی وسائل کم ہیں، اس لئے وہ دوسرے لوگوں یا سرکاری اداروں اور بینکوں سے قرضہ لیتا ہے، لیکن اسے اپنی ضرورت سے کہیں کم قرضہ دستیاب ہوتا ہے۔ اس لئے سرمائے کی قلت کے باعث وہ ترقی نہیں کر سکتا۔

8- ناقص نظام زمین اجارہ (Land Tenure System):
پاکستان میں زیادہ تر جاگیر داری (Feudalism) اور زمینداری نظام (Landlordism) رائج ہے، جس کے باعث زمین کا بیشتر حصہ بڑے بڑے زمینداروں اور جاگیرداروں کے قبضے میں ہے اور کاشت کاروں کی کثیر تعداد بطور مزمارع (Tenant) ان کی زمینیں کاشت کرتی ہے، لہذا ان کے اندر پیداوار بڑھانے کا جذبہ پیدا نہیں ہوتا۔

9- زمین کی زبانی تقسیم اور انتشار:
پاکستان کے اس شعبہ کا ایک مسئلہ یہ ہے کہ قانون وراثت اور دیگر اسباب کے باعث بیشتر کسانوں کی ملکیتیں (Holdings) ذیلی تقسیم (Sub-Division) کی وجہ سے چھوٹی چھوٹی ہو گئی ہیں اور وہ مختلف مقامات پر بکھری ہوئی ہیں۔

10- منڈیوں کا ناقص نظام:
زرعی پیداوار کو فروخت کرنے کا نظام انتہائی خراب ہے۔ کاشت کار کو اپنی فصل کی جائز قیمت وصول نہیں ہوتی۔ زرعی منڈیاں غیر منظم ہیں۔ گوداموں کی کمی ہے۔ ذرائع نقل و حمل کی عدم دستیابی کی وجہ سے کسان شہری منڈیوں میں مال نہیں لاسکتے اور اپنے نزدیک دوکان داروں یا پیو پاروں کے ہاں اپنی فصل کم قیمت پر بیچنے پر مجبور ہوتے ہیں۔

11- کاشت کار کی جہالت:
پاکستان میں شرح خواندگی صرف 58% ہے۔ ان میں وہ افراد بھی شامل ہیں جو صرف اپنا نام لکھ پڑھ سکتے ہیں۔ ان افراد کی اکثریت

دیہاتوں میں رہتی ہے جن کا بنیادی پیشہ زراعت ہے۔ یہ کسان جدید طریقہ کاشت کاری سے ناواقف ہیں۔ لہذا زرعی پیداوار کم رہتی ہے۔

12- قلعہ سرمایہ:
کسانوں کی غربت کی وجہ سے ان کی بچتیں نہ ہونے کے برابر ہیں۔ مالی وسائل کی کمی کی وجہ سے کسان اچھے بیج، کھادیں اور جدید زرعی آلات خریدنے کے قابل نہیں ہیں۔ نیز کیڑے مارا دیات اور موسمیوں کے علاج کے لئے بھی رقم درکار ہوتی ہے۔ ٹیوب ویل لگانے کے لیے بھی کثیر سرمایہ درکار ہوتا ہے۔ لیکن کسان اپنی غربت کی وجہ سے یہ تمام اشیاء حاصل کرنے میں ناکام رہتا ہے۔ لہذا زرعی پیداوار بڑھ نہیں پاتی۔

13- لڑائی جھگڑے:
کسان اپنی جہالت کی وجہ سے اپنا قیمتی سرمایہ مقدمہ بازی میں ضائع کرتے رہتے ہیں جبکہ یہ رقم زرعی پیداوار کو بڑھانے میں بھی استعمال ہو سکتی ہے۔

14- نسیم و تھور: (Water logging and Salinity)
زیر زمین پانی کی سطح کے بلند ہونے کو نسیم کہتے ہیں۔ اور اگر یہ پانی زمین کی سطح پر سفید نمکیات کی تہ جمادے تو اسے تھور کہتے ہیں۔ پاکستان میں اب تک 15 لاکھ ایکڑ قریب بیماری کی وجہ سے بیکار ہو چکا ہے۔

15- سیاسی عدم استحکام: (Plitical Instability)
آزادی کے بعد اب تک ملک کو صحیح سیاسی استحکام نصیب نہیں ہو سکا۔ یکے بعد دیگرے جلد جلد حکومتیں بدلتی رہیں، اور ملک ناقص حکمرانی (Poor Governance) کا شکار رہا ہے، اس لئے معاشی ترقی کے لئے طویل الیحاد اور محسوس بنیادوں پر منصوبے نہیں بنائے جاسکے۔ 1954ء میں دستور ساز اسمبلی توڑ دی گئی۔ 1958ء میں مرحوم ایوب خان نے ملک میں مارشل لا نافذ کر دیا۔ ستمبر 1965ء میں بھارت سے جنگ ہوئی۔ 1968ء کے آخر میں سابق صدر ایوب خان کے خلاف ملک گیر ہنگامے ہوئے، مارچ 1969ء میں صدر یحییٰ خان نے ملک میں مارشل لا نافذ کر دیا۔ 1970ء میں قومی الیکشنوں کے باعث حالات مخدوش رہے، 1971ء کے دوران شیخ مجیب الرحمن کے چھٹے نکات معینیت کا باعث بنے رہے، 1971ء میں بھارت سے جنگ لگ گئی اور ملک دو حصوں میں ٹوٹ گیا۔ 1972ء سے پیپلز پارٹی کا دور حکومت شروع ہوا، بینک بے کفالت اور بہت سے صنعتی ادارے قومی تحویل میں لے لئے گئے، جس کے باعث نجی کاروباری شعبہ کی سخت حوصلہ شکنی ہوئی اور پیداوار کم ہو گئی۔ مارچ 1977ء کے الیکشن کے بعد ملک گیر تحریک چلی تا آئندہ 5 جولائی 1977ء کو بھٹو حکومت کا تختہ الٹ کر جنرل ضیا نے ملک میں مارشل لا نافذ کر دیا۔

اگست 1988ء میں صدر ضیا مرحوم کے انتقال کے بعد جماعتی بنیادوں پر قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے لئے الیکشن ہوئے، جس میں پیپلز پارٹی نے مرکز اور صوبہ سرحد و سندھ میں اپنی حکومت بنائی جب کہ پنجاب اور بلوچستان میں پیپلز پارٹی کی مخالفت جماعتوں نے حکومتیں قائم کیں۔ اس اختلاف کے باعث سیاسی استحکام اور معاشی ترقی میں سخت رکاوٹ پڑی۔

پچھلے اگست 1990ء کو صدر غلام اسحاق خان نے پیپلز پارٹی کی بے نظیر حکومت ختم کر دی اور قومی و صوبائی اسمبلیاں توڑ دیں، جس کے باعث معاشی حالات پھر تعطل کا شکار ہو گئے۔ اکتوبر 1990ء میں از سر نو الیکشن ہوئے جن کے نتیجہ میں پیپلز پارٹی کو شکست ہوئی اور اسلامی جمہوری اتحاد نے حکومت تشکیل دی۔

اپریل 1993ء میں ایک مرتبہ پھر صدر پاکستان نے (پانچ سال میں تیسری بار) قومی اسمبلی توڑ کر کابینہ کو برخاست کر دیا۔ جون میں ہریم کورٹ کے فیصلے سے یہ بحال ہو گئی مگر صدر (غلام اسحاق خان) اور وزیر اعظم (نواز شریف) کی باہمی عداوت آزادی اور کشمکش کے باعث

وزیر اعظم کو استعفیٰ دینا پڑا۔ پھر چھ اکتوبر اور نو اکتوبر 1993ء کو قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے لئے الیکشن کرائے گئے اور اکتوبر 1993ء میں تیسری مرتبہ چنپلز پارٹی کی (بے نظیر) حکومت برسرِ اقتدار آئی جس کے دور میں کراچی کے اندر حکومت اور (سیاسی پارٹی) ایم کیو ایم کے مابین زبردست محاذ آرائی ہوئی۔ قتل و غارت کا بازار گرم ہو گیا۔ ہزاروں کا سلسلہ طویل ہوتا گیا اور قانونیت اور بد امنی کے باعث معاشی حالت بد سے بدتر ہوتی گئی۔

آخر کار 5 نومبر 1996ء کو صدر پاکستان فاروق خان لغاری نے بے نظیر حکومت کو برطرف کر دیا اور مرکزی و صوبائی اسمبلیاں توڑ کر نوے دن کے بعد از سر نو الیکشن کرائے کا اعلان کر دیا۔ چنانچہ 3 فروری 1997ء کو مستقر ہونے والے قومی اور صوبائی الیکشنوں میں پاکستان مسلم لیگ (ن) بھاری اکثریت سے کامیاب ہوئی۔ پھر وزیر اعظم نواز شریف اور فوج کے سربراہ جنرل پرویز مشرف کے مابین محاذ آرائی شروع ہو گئی اور 12 اکتوبر 1999ء کو جنرل مشرف نے حکومت کو برطرف کر کے چیف ایگزیکٹو کی حیثیت سے ملک کا انتظام سنبھال لیا اور میاں نواز شریف کو جلا وطن کر دیا۔

جنرل پرویز مشرف کے دور حکومت میں امریکہ کو افغانستان کے خلاف جنگ میں پاکستان کے پانچ ہوائی اڈے دیے گئے جنہاں سے 57,800 حملوں کی اجازت دی گئی۔ نیز تقریباً آٹھ لاکھ امریکی فوجی پاکستان کے راستے افغانستان گئے جس سے حکومت پاکستان کو بارہ ارب ڈالر کا نقصان ہوا لیکن اس کے بدلے پاکستان کے صرف ایک ارب ڈالر کے قرضے معاف کئے گئے۔

پھر فروری 2008ء کے الیکشن کے بعد چنپلز پارٹی کے آصف زرداری صدر اور یوسف رضا گیلانی وزیر اعظم مقرر ہوئے۔ غرض قیام پاکستان کے سال 1947ء سے لے کر 2011ء تک کے گزشتہ 64 سالہ عرصہ میں ملک کے چوبیس وزیر اعظم بنے۔ جس کے باعث ایک وزیر اعظم کا اوسط عرصہ اقتدار اڑھائی سال بنتا ہے اور اگر اس میں سے فوجی اقتدار کا عرصہ نکال دیا جائے تو اوسط عرصہ صرف سوا سال ہی رہ جاتا ہے۔ غرض قیام پاکستان سے لے کر اب تک حکومت کے اس طرح غیر مستحکم اور متزلزل ہونے کے باعث، اور وقت و نقد سے سیاسی بحرانوں کے پیدا ہوجانے سے، معاشی ترقی میں شدید رکاوٹ پڑتی رہی ہے۔

16- کمزور اور لاغر جانور: (Weak Animals)

جو جانور کاشتکاری کے لیے استعمال ہوتے ہیں وہ کمزور ہیں لہذا وہ اپنی پوری استعداد کے مطابق کام نہیں کر سکتے۔ مزید یہ کہ دودھ دینے والی گائے، بھینس اور بکریوں کی تعداد کم ہے اور یہ دودھ بھی کم دیتی ہیں۔ اچھا چارہ دستیاب نہیں ہے نیز جانوروں کے علاج کے لیے ہسپتالوں کی بھی ضرورت ہے۔

17- پرانے طریقہ کاشت کرتا: (Backward Cultivation Method)

ہمارے کسان جدید زرعی ٹیکنالوجی سے ناواقف ہیں۔ بہت سے علاقوں میں آج بھی بیلوں کے ذریعے مل چلا یا جاتا ہے۔ کھادوں، اچھے بیجوں اور پانی کی انتہائی کمی ہے۔ کسان پرانی روایات اور اپنے ہی بنائے ہوئے غیر سائنسی طریقوں سے تفصیل کاشت کرتے ہیں جن کی وجہ سے ذریعہ پیداوار کم رہتی ہے۔

زرعی شعبہ کے مسائل کا حل

(Solution of Agriculture Problems)

1- زرعی اصلاحات: (Agricultural Preforms)

پاکستان میں مختلف ادوار میں زرعی اصلاحات کا اعلان کیا جاتا رہا لیکن ان پر صحیح معنوں میں عمل درآ مد نہیں ہو سکا جس کے باعث زرعی

ترقی کی رفتار سست رہی ہے۔ مثلاً 1959ء میں کل زمین کا معیار اعشاریہ تین فیصد اور 1972ء کی زرعی اصلاحات کے تحت فقط 0.01 فیصد حاصل کیا جاسکا۔ لہذا زرعی پس ماندگی کو ختم کرنے کے لئے ضروری ہے کہ پاکستان میں زرعی اصلاحات صحیح معنوں میں نافذ کی جائیں۔

2- زرعی قرضہ کی فراہمی: (Provision of Agrcultural Credit)

مختلف زرعی مداخل اور مشینری وغیرہ خریدنے کے لئے کسان کو سرمایہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ چنانچہ قرضہ دینے والے تمام اداروں نے قرضہ جاری کرنے کی پالیسی میں زرعی اختیار کی ہے۔ اس وقت اداراتی قرضہ تین ذرائع سے دیا جا رہا ہے:

(i) زرعی ترقیاتی بینک لمیٹڈ (ii) تجارتی بینک

(iii) پنجاب پرنٹنگ کوآپریٹو بینک لمیٹڈ

3- کھادوں کا استعمال: (Use of Fertilizers)

زرعی پیداوار میں اضافہ کے لئے کیسائی کھاد کا استعمال بڑھانا چاہیے۔ اب کاشتکار کھاد کے زیادہ سے زیادہ استعمال کی جانب راغب ہو رہے ہیں۔ حکومت نے عزم کر رکھا ہے کہ پاکستان کھاد کی پیداوار میں خود کفیل ہو جائے۔ نیز ملاوٹ کو روکا جائے۔ پاکستان کھاد کی پیداوار میں خود کفیل نہیں ہے۔ اس لئے بیرون ملک سے درآمد کرنا پڑتی ہے۔

4- عمدہ بیجوں کا استعمال: (Use of Seeds)

پیداوار بڑھانے کے لئے ضروری ہے کہ خالص اور اعلیٰ بیجوں کا استعمال کیا جائے۔ بیجوں کی پیدائش اور تقسیم زرعی ترقیاتی کارپوریشن کے ذمہ ہے۔ پاکستان میں بیجوں کی فراہمی اور تقسیم کے لئے چار سرکاری شعبوں کی تنظیمیں موجود ہیں۔ ان اداروں کے کردار کو بہتر بنا کر زرعی پیداوار کو بڑھایا جاسکتا ہے۔

5- جدید آلات: (Modern Equipment)

زرعی پیداوار بڑھانے کے لئے ضروری ہے کہ کاشت کاری کے لئے جدید مشینی آلات استعمال کئے جائیں۔ اس وقت ہمارے ملک میں مشینی کاشت (Mechanized Cultivation) عموماً چھوٹی مشینوں سے کی جاتی ہے۔ زرعی مشینری ملک کے اندر بھی تیار ہوتی ہے اور غیر ممالک سے بھی درآمد کی جاتی ہے۔ اس وقت تین فرمیں پاکستان میں ٹریکٹر بناتی ہیں۔

6- امدادی قیمت: (Support Price)

کاشتکاروں کی آمدنی میں اضافہ کرنے اور زرعی شعبہ کی ترقی کے لئے حکومت نے "ٹائیڈی قیمت پالیسی" وضع کر رکھی ہے۔ اس سکیم کے تحت اگر زرعی پیداوار کی قیمتوں کا رجحان نیچے کی طرف ہو تو حکومت یہ اشیاء ٹائیڈی قیمتوں پر خرید لیتی ہے۔ اس پالیسی کو جاری رکھنے سے کسانوں کی حوصلہ افزائی ہوگی اور وہ زرعی پیداوار میں اضافہ کریں گے۔

7- آبپاشی کے نظام کی اصلاح: (Reforms in Irrigation System)

آبپاشی کے لئے پانی کی رسد بڑھانے کی خاطر مختلف علاقوں میں ڈیم اور نہریں بنانے کے لئے پروجیکٹ زیرِ تعمیر ہیں جن پر انیس (19) ارب روپے خرچ ہوں گے۔

8- زرعی منڈیوں کی اصلاح: (Reforms in Agriculral Markete)

پاکستانی کاشتکاروں کو منڈی میں اپنی پیداوار فروخت کرتے وقت کئی مسائل درپیش ہوتے ہیں، جن کے باعث انہیں پوری قیمت نہیں ملتی۔ اس کی وجوہات یہ ہیں: کھیت سے منڈی تک ناقص سڑکیں، دلالوں اور کمیشن ایجنٹوں کے ہتھکنڈے، گوداموں کی قلت، غیر معیاری

ہاٹ، منظم منڈیوں کی کمی۔ ان حالات کو بہتر بنا کر زرعی پیداوار بڑھائی جاسکتی ہے۔

9- زرعی تعلیم: (Agricultural Education)

زرعی شعبہ کو جدید بنانے کے لیے اس شعبہ میں تعلیم اور تربیت کی اشد ضرورت ہے۔ زرعی کالجوں اور یونیورسٹیوں کا قیام ناگزیر ہے۔ دیہاتی علاقوں میں کام کرنے والے اسکولوں میں زرعی تعلیم کا مضمون لازمی قرار دینا چاہیے۔ نیز کسانوں کی عملی تربیت کے لیے ورک شاپس کا انعقاد بھی ہونا چاہیے۔

10- جنگلاتی پیداوار: (Forest Production)

اس وقت ملک کے کل رقبہ کے 5 فیصد حصہ پر جنگلات موجود ہیں حالانکہ بین الاقوامی معیار کے لحاظ سے یہ رقبہ 25 فیصد ہونا چاہیے۔ حکومت پاکستان کا پروگرام ہے کہ 2015ء تک یہ رقبہ بڑھا کر پچھتے فیصد کر دیا جائے۔ اس کے لیے مزید دس لاکھ اکڑوں ہزار ہیکٹر رقبہ پر جنگلات لگانے ہوں گے۔

11- زرعی گودام: (Agricultural Warehouses)

کسان جس وقت فصل اکٹھے ہیں، فصل اسی وقت منڈی میں بیچنا ممکن نہیں ہوتا۔ مناسب قیمت حاصل کرنے کے لیے اور فصل کو محفوظ بنانے کے لیے گوداموں کی ضرورت ہے۔ نئی گودام کمانی جیسے ہیں، لہذا سرکاری سرپرستی میں گوداموں کے قیام کی ضرورت ہے۔

12- زرعی خام مال کا استعمال: (Use of Agricultural Raw Material)

بہت سی صنعتوں کا دار و مدار زرعی خام مال پر ہوتا ہے۔ ان صنعتوں میں شوگر مل، ٹیکسٹائل، منگنیٹ، ڈیری مصنوعات وغیرہ شامل ہیں۔ ان صنعتوں کی حوصلہ افزائی کر کے صنعتی خام مال کو بہتر طور پر استعمال کیا جاسکتا ہے۔ جس سے صنعت اور زراعت دونوں ترقی کریں گے۔

پاکستان کے صنعتی شعبہ کے مسائل

(Problems of Industrial Sector of Pakistan)

1- کمزور صنعتی وراثت: (Weak Industrial Inheritance)

جب پاکستان معرض وجود میں آیا تو متحدہ ہندوستان میں کل 921 بڑے کارخانے تھے۔ ان میں سے صرف 34 کارخانے پاکستان کے حصہ میں آئے۔ مسلمان صنعتوں کو چلانے کا تجربہ نہیں رکھتے تھے اور سرمایہ کاری کرنے سے بھی گھبراتے تھے۔ صنعتیں لگانے کا تمام بوجھ حکومت پر تھا۔

2- تربیت یافتہ عملہ کی کمی: (Lake of Trained Staff)

صنعتیں چلانے کے لیے خاص قسم کا تربیت یافتہ عملہ درکار ہوتا ہے جن میں ماسٹری، مینیک، فیکٹیشن، انجینئر اور مشین مین شامل ہیں۔ پاکستان میں اس قسم کے لوگ زیادہ تعداد میں موجود نہیں ہیں۔ کاری گروں کو فنی تربیت دینے کے لیے سہولتیں دستیاب نہیں ہیں۔ لہذا ان کی استعداد کم ہے اور وہ زیادہ تر ہتھ انداز پیدا نہیں کر سکتے۔

3- توانائی کی قلت اور گرانی: (Insufficient and Expensive Power Resources)

صنعتی کارخانے چلانے کے لیے برقی توانائی ایک لازمی ضرورت ہے۔ لیکن پاکستان میں بجلی کم بھی ہے اور مہنگی بھی، جس کی وجہ سے صنعتی پیداوار پر زیادہ لاگت آتی ہے۔ نیز لوڈ شیڈنگ بھی ہوتی رہتی ہے۔ بجلی کے ساتھ ساتھ گیس کی لوڈ شیڈنگ نے صنعتی پیداوار کو بہت متاثر کیا ہے۔

4- ناظموں کی قلت: (Lack of Entrepreneurs)

ملک میں صنعتی ادارے قائم کرنے اور کامیابی سے چلانے کے لیے جرئت مند اور تجربہ کار ناظموں کی ضرورت ہے۔ لیکن ہمارے ملک میں ناظموں کی قلت ہے۔ صنعتی شعبہ کو ترقی دینے کے لیے ایسے افراد درکار ہیں جو صنعتوں سے متعلق وسیع معلومات، تجربہ، جرأت، خطرہ مول لینے کا حوصلہ، مزدوروں کو کنٹرول کرنے کی صلاحیت، مارکیٹنگ کی مہارت اور مشینوں کے بارے میں جدید ٹیکنالوجی سے واقف ہوں، لیکن پاکستان میں ایسے افراد کی کمی ہے۔

5- غیر معیاری مصنوعات: (Sub-Standard Products)

پاکستانی مصنوعات بین الاقوامی معیار کی نہیں ہیں۔ ہماری مصنوعات کی کوئی گھٹیا ہوتی ہے اور ان کی درجہ بندی بھی نہیں کی جاتی۔ بین الاقوامی اور ملکی منڈیوں میں ہماری اشیاء کو پسند نہیں کیا جاتا جس کی وجہ سے ان کی طلب کم ہے۔

6- مشاورتی مراکز کی کمی: (Lack of Consultation Centres)

صنعتوں کی ترقی کے لیے جدید آلات کی تیاری، اشیاء پیدا کرنے کے نئے طریقے، دیسی خام مال کا استعمال مقبول بنانے کی کوشش، ناظموں کی تربیت اور مشورے وغیرہ کے لیے مشاورتی مراکز کی ضرورت بہت زیادہ ہے۔ لیکن پاکستان میں ان مراکز کی کمی ہے۔

7- پرانی ٹیکنالوجی: (Old Technology)

کسانوں کی طرح ہمارے صنعت کار بھی پرانی اور فرسودہ ٹیکنالوجی کو استعمال کرتے ہیں۔ اس کی وجہ سرمایہ کی قلت اور ہنرمند افراد کی کمی ہے۔ ان بڑے افراد جدید مشینوں کے استعمال سے ناواقف ہیں، پرانی مشینوں کے استعمال کی وجہ سے پیداوار کم اور اشیاء کا معیار گھٹا رہتا ہے۔

8- محدود منڈیاں: (Limited Markets)

ملکی اور بین الاقوامی منڈیوں کا محدود ہونا بھی صنعتی ترقی کی راہ میں بہت بڑی رکاوٹ ہے۔ لوگوں کی کم قوت خرید، معیاری اشیاء کی کمی اور بلند لاگت پیدا کرنے کی وجہ سے منڈیاں محدود ہیں۔ بین الاقوامی منڈیوں میں اشیاء کی طلب کم ہے۔

9- سیاسی عدم استحکام: (Political Instability)

آزادی کے بعد اب تک ملک کے صحیح سیاسی استحکام نصیب نہیں ہو سکا۔ یکے بعد دیگرے جلد جلد حکومتیں بدلتی رہیں، اور ملک ناقص حکمرانی (Poor Governance) کا شکار رہا ہے، اس لیے معاشی ترقی کے لیے طویل الیحاد اور ٹھوس بنیادوں پر منصوبے نہیں بنائے جا سکے۔ 1954ء میں دستور ساز اسمبلی توڑ دی گئی۔ 1958ء میں مرحوم ایوب خان نے ملک میں مارشل لا نافذ کر دیا۔ تجربہ 1965ء میں بھارت سے جنگ ہوئی۔ 1968ء کے آخر میں سابق صدر ایوب خان کے خلاف ملک گیر ہنگامے ہوئے، مارچ 1969ء میں صدر یحییٰ خان نے ملک میں مارشل لا نافذ کر دیا، 1970ء میں قومی الیکشنوں کے باعث حالات مخدوش رہے، 1971ء کے دوران شیخ مجیب الرحمن کے چھ نکات معینیت کا باعث بنے رہے، 1971ء میں بھارت سے جنگ لگ گئی اور ملک دو حصوں میں ٹوٹ گیا۔ 1972ء سے پہلے پارٹی کا دورہ حکومت شروع ہوا، بینک بیکہ پنپیاں اور بہت سے صنعتی ادارے قومی قبول میں لے لئے گئے، جس کے باعث نئی کاروباری شعبہ کی سخت حوصلہ شکنی ہوئی اور پیداوار کم ہو گئی۔ مارچ 1977ء کے الیکشن کے بعد ملک گیر تحریک چلی تا آئندہ 5 جولائی 1977ء کو بھٹو حکومت کا تختہ الٹ کر جنرل ضیا نے ملک میں مارشل لا نافذ کر دیا۔

اگست 1988ء میں صدر ضیا مرحوم کے انتقال کے بعد جماعتی بنیادوں پر قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے لیے الیکشن ہوئے، جس میں پہلے پارٹی نے مرکز اور صوبہ سرحد و سندھ میں اپنی حکومت بنائی جب کہ پنجاب اور بلوچستان میں پہلے پارٹی کی مخالفت جماعتوں نے حکومتیں قائم

کیں۔ اس اختلاف کے باعث سیاسی استحکام اور معاشی ترقی میں سخت رکاوٹ پڑی۔

پچھلے اگست 1990ء کو صدر غلام اسحاق خان نے چیئر پارٹی کی بے نظیر حکومت ختم کر دی اور قومی و صوبائی اسمبلیاں توڑ دیں، جس کے باعث معاشی حالات پھر تھقل کا شکار ہو گئے۔ اکتوبر 1990ء میں ازسر نو الیکشن ہوئے جن کے نتیجے میں چیئر پارٹی کو شکست ہوئی اور اسلامی جمہوری اتحاد نے حکومت تشکیل دی۔

اپریل 1993ء میں ایک مرتبہ پھر صدر پاکستان نے (پانچ سال میں تیسری بار) قومی اسمبلی توڑ کر کابینہ کو برخاست کر دیا۔ جون میں سپریم کورٹ کے فیصلے سے یہ بحال ہو گئی مگر صدر (غلام اسحاق خان) اور وزیر اعظم (نواز شریف) کی باہمی مجاذ آرائی اور کشمکش کے باعث وزیر اعظم کو استعفیٰ دینا پڑا۔ پھر پچھلے اکتوبر اور نومبر 1993ء کو قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے لئے الیکشن کرائے گئے اور اکتوبر 1993ء میں تیسری مرتبہ چیئر پارٹی کی (بے نظیر) حکومت برسر اقتدار آئی جس کے دور میں کراچی کے اندر حکومت اور (سیاسی پارٹی) ایم کیو ایم کے مابین زبردست مجاذ آرائی ہوئی، قتل و غارت کا بازار گرم ہو گیا۔ پڑتا لوں کا سلسلہ طویل ہوتا گیا اور لاقانونیت اور بدنامی کے باعث معاشی حالت بد سے بدتر ہوتی گئی۔

آخر کار 5 نومبر 1996ء کو صدر پاکستان فاروق خان لغاری نے بے نظیر حکومت کو برطرف کر دیا اور مرکزی و صوبائی اسمبلیاں توڑ کر نوے دن کے بعد ازسر نو الیکشن کرائے کا اعلان کر دیا۔ چنانچہ 3 فروری 1997ء کو منعقد ہونے والے قومی اور صوبائی الیکشنوں میں پاکستان مسلم لیگ (ن) بھاری اکثریت سے کامیاب ہوئی۔ پھر وزیر اعظم نواز شریف اور فوج کے سربراہ جنرل پرویز مشرف کے مابین مجاذ آرائی شروع ہو گئی اور 12 اکتوبر 1999ء کو جنرل مشرف نے حکومت کو برطرف کر کے چیف ایگزیکٹو کی حیثیت سے ملک کا انتظام سنبھال لیا اور میاں نواز شریف کو جلا وطن کر دیا۔

جنرل پرویز مشرف کے دور حکومت میں امریکہ کو افغانستان کے خلاف جنگ میں پاکستان کے پانچ ہوائی اڈے دیے گئے جہاں سے 57,800 حملوں کی اجازت دی گئی۔ نیز تقریباً آٹھ لاکھ امریکی فوجی پاکستان کے راستے افغانستان گئے جس سے حکومت پاکستان کو بارہ ارب ڈالر کا نقصان ہوا لیکن اس کے بدلے پاکستان کے صرف ایک ارب ڈالر کے قرضے معاف کئے گئے۔

پھر فروری 2008ء کے الیکشن کے بعد چیئر پارٹی کے آصف زرداری اور یوسف رضا گیلانی وزیر اعظم مقرر ہوئے۔ غرض قیام پاکستان کے سال 1947ء سے لے کر 2011ء تک کے گزشتہ 64 سالہ عرصہ میں ملک کے چوبیس وزیر اعظم بنے۔ جس کے باعث ایک وزیر اعظم کا اوسط عرصہ اقتدار اڑھائی سال بنتا ہے اور اگر اس میں سے فوجی اقتدار کا عرصہ نکال دیا جائے تو اوسط عرصہ صرف سو سال ہی رہ جاتا ہے۔ غرض قیام پاکستان سے لے کر اب تک حکومت کے اس طرح غیر مستحکم اور متزلزل ہونے کے باعث، اور وقفہ وقفہ سے سیاسی بحرانوں کے پیدا ہوجانے سے، معاشی ترقی میں شدید رکاوٹ پڑتی رہی ہے۔

10- بنیادی تختی ڈھانچہ کی کمی: (Lack of Basic Infrastructure)

پاکستان میں بجلی، تیل، گیس اور دیگر ایندھن کی کمی ہے۔ ذرائع نقل و حمل کی کمی ہے۔ بجلی کی لوڈ شیڈنگ ایک بہت بڑا مسئلہ بنی ہوئی ہے۔ ان ذرائع کی قلت کی وجہ سے صنعتیں ترقی نہیں کر رہی ہیں۔

11- سرمایہ کی قلت: (Shortage of Capital)

صنعتوں کے قیام کے لیے کثیر سرمایہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ جاذب سرمایہ صنعتیں مثلاً لوہا، فولاد، کیمیکل، ٹیکسٹائل، قالین بانی، شوگر اور کاغذ وغیرہ میں سرمایہ کی کافی ضرورت ہوتی ہے۔ ان صنعتوں کے قیام اور ترقی کے لیے سرمایہ کی فراہمی اشد ضروری ہے۔

12- سگنگ: (Smuggling)

پاکستان میں بنائی گئی اشیاء کو غیر ملکی اشیاء کا غیر قانونی مقابلہ کا بھی سامنا ہے۔ سرحدی علاقوں سے بہت سی اشیاء سگنگ ہو کر منڈیوں میں آ جاتی ہیں۔ یہ اشیاء ملک کے اندر بنی ہوئی اشیاء سے سستی اور معیاری ہوتی ہیں۔ لہذا عوام ملکی اشیاء کو خریدنے کی بجائے سگنگ شدہ اشیاء کو بیچ دیتے ہیں۔ اس سے ملکی صنعت پر برا اثر پڑتا ہے۔

13- بین الاقوامی مقابلہ: (International Competition)

پاکستان میں بنی ہوئی اشیاء ملکی اور غیر معیاری ہوتی ہیں۔ ملکی اور بین الاقوامی منڈیوں میں ہماری مصنوعات کی طلب بہت کم ہے۔ جس کی وجہ سے منڈیاں محدود ہو کر رہ گئی ہیں۔

14- عوام کا عدم تعاون: (Uncooperative People)

ہم غیر ملکی درآمد شدہ اشیاء کو استعمال کرنے میں ہم فخر محسوس کرتے ہیں۔ اس سے ملکی صنعت کاروں کی حوصلہ افزائی نہیں ہوتی۔ ہم بہت ساری اشیاء بلا ضرورت بھی خریدتے ہیں۔ جو پاکستانی ملک سے باہر کام کے لیے گئے ہوئے ہیں، وہ پاکستان آتے ہوئے اپنے ساتھ لیٹا ریڈن، شپ ریکارڈر، لیپ ٹاپ، موبائل اور میک آپ کا سامان وغیرہ لے آتے ہیں۔ جس سے لوگوں میں غیر ملکی مصنوعات کو استعمال کرنے کا شوق بڑھتا ہے اور وہ ملکی اشیاء استعمال کرنا پسند نہیں کرتے۔

15- بلند شرح سود: (High Rate of Interest)

صنعتیں چلانے والوں کو سرمایہ حاصل کرنے میں دشواری پیش آتی ہے۔ کیونکہ تجارتی بینک اور دیگر مالیاتی ادارے بہت زیادہ سود کا مطالبہ کرتے ہیں۔ تجارتی بینک قرض دیتے ہوئے خطرہ محسوس کرتے ہیں۔ لہذا صنعت کار بھی قسم کے آلات نہ خرید کر اپنے کاروبار کو ترقی نہیں دے سکتے۔

صنعتی شعبہ کے مسائل کا حل

(Solution of Industrial Problems)

1- نجی شعبہ کی حوصلہ افزائی: (Encouraging Private Sector)

ہمارے ملک میں صنعتی ترقی کی رفتار سست ہونے کی ایک وجہ یہ رہی ہے کہ 1972ء میں پختہ حکومت نے بہت سی صنعتوں کو قومی تحویل میں لے لیا جس کے باعث نجی صنعت کاروں کی سخت حوصلہ شکنی ہوئی۔ لہذا صنعتی شعبے کی ترقی کے لئے ضروری ہے کہ نجی سرمایہ کاری کی حوصلہ افزائی کی جائے۔ موجودہ حکومت بھی نجی کاری کی پالیسی کو جاری رکھے ہوئے ہے۔

2- ٹیکسوں کی مراعات: (Tax Concessions)

صنعتی ترقی کے لئے ضروری ہے کہ نئے صنعت کاروں کو ابتدائی مرحلے پر ٹیکسوں کی مراعات دی جائیں۔ حکومت پاکستان نے دسمبر 1990ء میں اعلان کیا کہ کئی صنعتوں کے قیام کے لئے مختلف شرائط کے تحت تین، آٹھ اور پانچ سال کی ٹیکس ہالینڈے (ٹیکسوں کی معافی) دی جائے گی۔ نیز صنعتی پلانٹ اور مشینری درآمد کرنے پر کسٹمز ڈیوٹی میں کٹائی کی کر دی گئی ہے۔

3- اہم صنعتوں کی ترقی: (Development of Important Industries)

ملک میں کلیدی نوعیت کی صنعتوں کو ترقی دینی چاہیے۔ مثلاً انجینئرنگ، الیکٹرونکس اور اعلیٰ ٹیکنالوجی کی صنعتیں، کیونکہ صنعتی شعبے کی بنیاد

سج کرنے کے لئے ایسی ہی صنعتوں کا قیام ضروری ہے۔

4- انڈسٹریل مشینری کی تیاری: (Preparation of Industrial Machinery)

اس وقت سرکاری شعبے میں سنٹ، چکی، بنا سٹیجی اور چند دیگر صنعتوں کے لئے انڈسٹریل مشینری اور پلانٹ ملک کے اندر ہی تیار ہو رہے ہیں، مگر شعبے میں بھی کچھ تیار ہوتے ہیں۔ ضرورت یہ ہے کہ نجی شعبے کے اشتراک سے جدید ترین ٹیکنالوجی اختیار کر کے اہم صنعتوں کے لئے ملک کے اندر ہی انڈسٹریل مشینری اور پلانٹ بنانے کا انتظام کیا جائے۔

5- چھوٹی صنعتوں کی حوصلہ افزائی: (Encouragement of Small Industries)

یہ عام مشاہدہ ہے کہ ملک میں روزگار کے مواقع پیدا کرنے، اور آمدنی کی تقسیم بہتر بنانے کے معاملے میں بڑی صنعتوں کی نسبت چھوٹی صنعتیں زیادہ مفید ثابت ہوتی ہیں۔ پاکستان میں صنعتی لیبر کا اسی (80) فیصد چھوٹی صنعتوں میں کام کرتا ہے۔ لہذا پاکستان میں چھوٹی صنعتوں کی ترقی کی جانب ترجیحی بنیادوں پر توجہ دینی چاہیے۔

6- بیرونی سرمایہ کاری کی حوصلہ افزائی: (Encouragement of Foreign Investement)

پاکستان کے اندر بیرونی سرمایہ کاری کے لئے بہترین حالات و مواقع موجود ہیں کیونکہ یہاں مادی اور انسانی ذرائع وافر مقدار میں موجود ہیں۔ ہمارا ملک مشرقی افریقہ، مشرق وسطیٰ، مشرق وسطیٰ، چین اور مشرقی بعید کے مرکز اور مسابقتی میں واقع ہے۔ نیز یہاں دیگر ممالک کے مقابلہ میں بیرونی سرمایہ کاروں کو زیادہ مراعات اور ترغیبات دے کر صنعتی ترقی کی رفتار کو بڑھایا جاسکتا ہے۔

7- ایکسپورٹ پروسیسنگ زون: (Export Processing Zones)

1980ء میں حکومت نے ایکسپورٹ پروسیسنگ اتھارٹی قائم کی تاکہ اہم مقامات پر پروسیسنگ زون قائم کرے۔ گراچی ایکسپورٹ پروسیسنگ قائم کیا گیا ہے۔ تاکہ برآمدی اشیاء پیدا کرنے والی صنعتوں کے لئے غیر ممالک سے بیرونی سرمایہ کاری، اعلیٰ ٹیکنالوجی اور انتظامی مہارت حاصل کرنے کے لئے ترغیب دے۔ ایسا ہی ایک زون سیالکوٹ میں بھی قائم کیا گیا ہے۔ لاہور، راولپنڈی، پشاور، ملتان اور راسالپور میں ایسے زون قائم کر کے صنعتوں کو ترقی دی جاسکتی ہے۔

8- انڈسٹریل اسٹیشن: (Industrial States)

اس وقت ملک بھر میں 72 انڈسٹریل اسٹیشن قائم ہیں۔ ان میں درآمدی مشینری پر کسٹم ڈیوٹی معاف ہے۔ نجی شعبہ کو اجازت دی گئی ہے کہ ملک کے جس حصہ میں چاہے انڈسٹریل اسٹیشن قائم کر لیں، اور اپنے صنعتی کارخانوں کے لئے توانائی بھی خود ہی پیدا کر لیں۔

9- نجی کاری: (Privatization)

نجی شعبہ کی حوصلہ افزائی کے لئے نجی کاری کی پالیسی اختیار کی گئی ہے۔ چنانچہ سرکاری ملکیت کے ادارے نجی شعبہ کی طرف منتقل کئے جا رہے ہیں۔ نجی کاری کی ذیل میں کئی شعبے آتے ہیں۔ صنعت، بینک، ترقیاتی مالی ادارے، ٹیلی کمیونیکیشن، توانائی کی پیداوار، شاہراہیں، تعمیرات، تجارت، جہاز رانی، ایئر لائنز وائر پورٹ، حتیٰ ڈھانچہ (Infrastructure)، تیل و گیس کا شعبہ اور پبلک یٹیلیٹیز وغیرہ۔ اس سے نجی شعبہ کی حوصلہ افزائی ہوگی اور صنعتیں ترقی کریں گی۔

10- معیاری اشیاء کی پیداوار: (Standard Goods)

معیاری اشیاء پیدا کر کے ملکی اور بین الاقوامی منڈیوں میں اشیاء کی طلب کو بڑھایا جاسکتا ہے۔ معیاری اشیاء پیدا کرنے کے لیے ہنر مند افراد اور جدید ٹیکنالوجی کی ضرورت ہے۔

11- مشاورتی مراکز کا قیام: (Establishment of Consultation Centres)

صنعتوں کی ترقی کے لیے جدید آلات کی تیاری، اشیاء پیدا کرنے کے نئے طریقے، دوسری خام مال کا استعمال قبول بنانے کی کوشش، ہنر کی تربیت اور مشورے وغیرہ کے لیے مشاورتی مراکز کی ضرورت بہت زیادہ ہے۔ لیکن پاکستان میں ان مراکز کی کمی ہے۔ ان مراکز کے قیام سے صنعتیں ترقی کریں گی۔

12- پائمن کی پالیسی: (Policy of Protectionism)

نئی قائم ہونے والی صنعتوں کو بین الاقوامی مقابلہ سے بچانے کی ضرورت ہے۔ اس مقصد کے تحت حکومت درآمد ہونے والی اشیاء پر براری ٹیکس عائد کرتی ہے اور ان کا کوٹہ مقرر کرتی ہے۔ اس کام کے لیے ایک ٹریف بورڈ قائم کیا گیا ہے۔ ٹیکس عائد کرنے سے درآمد شدہ اشیاء مہنگی ہو جاتی ہیں۔ لہذا لوگ ملکی اشیاء خریدنے پر مجبور ہوتے ہیں۔

13- شرح سود میں کمی: (Decrease in Interest Rate)

منفعت کاریوں سے اسی صورت قرض حاصل کر پائیں گے جب شرح سود کم ہوگی۔ قرض حاصل کرنے کے لیے صنعت کاروں کو دھانوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ حکومت کو ایسی پالیسی بنانی چاہیے کہ کم ضمانت رکھوا کر بھی قرض حاصل کیا جاسکے۔ فرض یہ کہ قرض حاصل کرنے کی شرائط میں کمی کر کے اور شرح سود کو کم کر کے صنعتی سرمایہ کاری کو بڑھایا جاسکتا ہے۔

14- بجلی و گیس کی فراہمی: (Provisim of Electricity and Gas)

صنعتی کارخانے چلانے کے لئے برقی توانائی ایک لازمی ضرورت ہے۔ لیکن پاکستان میں بجلی کم بھی ہے اور مہنگی بھی جس کی وجہ سے صنعتی پیداوار پر زیادہ لاگت آتی ہے۔ نیز لوڈ شیڈنگ بھی ہوتی رہتی ہے۔ بجلی کے ساتھ ساتھ گیس کی لوڈ شیڈنگ نے صنعتی پیداوار کو بہت متاثر کیا ہے۔ بجلی و گیس فراہم کر کے صنعتوں کو ترقی دی جاسکتی ہے۔

15- صنعتی پالیسی: (Industrial Policy)

حکومت کو ایک مربوط اور منظم صنعتی پالیسی بنانے کی اشد ضرورت ہے۔ صنعتی پالیسی کے بغیر صنعتی ترقی ناممکن ہے۔



ماڈل پرچہ سوالات

مختصر سوالات

حصہ اول (Section I)

انشائیہ (Subjective)

سوال نمبر 1: درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں:

- 1- ترقی یافتہ ملک سے کیا مراد ہے؟
جواب: ترقی یافتہ ملک سے مراد ایسا ملک ہے جس کی فی کس آمدنی ترقی یافتہ ممالک مثلاً کینیڈا، امریکہ، برطانیہ، فرانس اور جاپان کی فی کس آمدنی کے مقابلہ میں کم ہو۔ اس میں وہ صلاحیتیں اور ذرائع ضرور موجود ہوں جن کی بدولت وہ ترقی کر سکتا ہو۔
- 2- ترقی پر ملکوں کے پانچ بنیادی مسائل بتائیں؟
جواب: (i) پست فی کس آمدنی (ii) افراط آبادی (iii) قدرتی ذرائع کے بے کار پڑے رہنا (iv) پست استعداد کار (v) سرمائے کی قلت
- 3- معاشی ترقی کے چار عوامل لکھیں؟
جواب: (i) انسانی ذرائع (لیبر فورس) (ii) قدرتی ذرائع (تیل، گیس، زمین اور آب و ہوا) (iii) تشکیل سرمایہ (ساز و سامان وغیرہ) (iv) ٹیکنالوجی (سائنس اور انجینئرنگ کی معلومات)
- 4- تشکیل سرمایہ کی مختصر شرح کریں؟
جواب: تشکیل سرمایہ سے مراد ساز و سامان، کارخانے، معشرتی تالائی سرمایہ یعنی سرکس، آبپاشی کے منصوبے، صحت عامہ کے لئے اقدامات، تحقیقی ڈھانچے جو عموماً سرکاری سطح پر کیے جاتے ہیں۔
- 5- معاشی ترقی کی تعریف بیان کریں؟
جواب: پروفیسر مائٹو بالڈون نے معاشی ترقی کی تعریف یوں کی ہے:
"معاشی ترقی سے مراد ایسا عمل ہے جس کے باعث کسی ملک کی حقیقی قومی آمدنی ایک طویل عرصہ وقت میں بڑھ جائے اور اگر معاشی ترقی کی شرح، آبادی کی شرح افزائش سے زیادہ ہو تو فی کس حقیقی آمدنی بڑھ جاتی ہے۔"
- 6- معاشی منصوبہ بندی سے کیا مراد ہے؟
جواب: "معاشی منصوبہ بندی سے مراد معاشی تنظیم کی ایک ایسی تدبیر ہے جس میں مختلف کارخانوں، کاروباری تنظیموں اور صنعتوں کو کسی ایک واحد نظام کی معاون باہم اکائیاں تصور کیا جاتا ہے تاکہ ایک معینہ مدت میں تمام موجودہ ذرائع اور وسائل سے استفادہ کر کے لوگوں کی ضروریات کو بدینہ احسن پورا کیا جائے۔"
- 7- معاشی ترقی کی پیمائش کے طریقے لکھیں؟
جواب: (i) قومی پیداوار میں اضافہ (ii) فی کس آمدنی میں اضافہ (iii) فی مزدور پیداوار میں اضافہ (iv) سرمائے کی شرح میں اضافہ
- 8- معاشی منصوبہ بندی کی اہمیت بتائیں؟
جواب: معاشی منصوبہ بندی کی درج ذیل اہمیت ہے:

- (i) نجی شعبہ کی کمزوریاں دور کرنا (ii) سرمائے کی قلت دور کرنا
- (i) تقسیم دولت کی اصلاح (iv) تھیشا نہ مصرف پر کنٹرول
- (iii) حکومت پاکستان کے ملک سے غربت ختم کرنے کے لیے کوئی سے دو اقدامات کا ذکر کیجئے؟
جواب: حکومت پاکستان نے ملک سے غربت ختم کرنے کے لیے درج ذیل دو اقدامات کئے۔
(i) بینظیر انکم سپورٹ پروگرام (ii) زرکوۃ اور مشرک نظام
- 10- اصطلاحات ترقیاتی منصوبہ (MTDF) سے کیا مراد ہے؟
جواب: پاکستان منصوبہ بندی کمیشن نے ایک پانچ سالہ منصوبہ جولائی 2005ء تا جون 2010ء تیار کیا یہ حکمت عملی برائے تخفیف غربت کے دستاویز کی ایک شکل ہے جو دراصل سالانہ منصوبوں پر مشتمل ہے تاکہ حالات میں تغیرات کے پیش نظر اس میں مطلوبہ ترمیم کی جاسکے یہ ڈھانچہ درحقیقت پچیس سالہ ایک طویل مدتی تناظر برائے 2005ء تا 2030ء کا حصہ ہے۔
- 11- پاکستان میں فی کس آمدنی میں کمی کے چار اسباب لکھیں؟
جواب: (i) قدرتی ذرائع کی کمی (ii) آبادی میں اضافہ (iii) سرمائے کی قلت (iv) بیروزگاری
- 12- فی کس آمدنی کا فارمولہ لکھیں۔
جواب:
$$\text{فی کس آمدنی} = \frac{\text{قومی آمدنی}}{\text{کل آبادی}}$$
- 13- ٹیکس کچھ سے کیا مراد ہے؟
جواب: حکومت کی مالیاتی پالیسی میں بڑے بڑے مقاصد کو برقرار رکھنا ہوتا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ نظام محصولات ایسا قائم کیا جائے جس سے حکومت کو اتنی آمدنی ہو کہ سرکاری اخراجات پورے ہو سکیں اور قرضہ کی ضرورت نہ پڑے اس عمل کو ٹیکس کچھ کہا جاتا ہے۔
- 14- فی کس آمدنی بڑھانے کے چار طریقے تحریر کیجئے؟
جواب: (i) زراعت کی ترقی (ii) صنعت کی ترقی (iii) سرمائے کی تشکیل (iv) آبادی کی منصوبہ بندی
- 15- زرعی شعبہ کے چار مسائل بیان کریں۔
جواب: ا۔ آن پڑھ کسان ب۔ فرسودہ طریقہ کاشت کاری ج۔ زرعی شعبہ کے مسائل کا حل لکھیں۔
- جواب: ا۔ کسانوں کو قرض کی فراہمی ب۔ کسانوں کی تربیت ج۔ زرعی اجناس کی مناسب قیمتیں
- 17- زرعی شعبہ کے چار مسائل بیان کریں۔
جواب: ا۔ کمزور معنوی وراثت ب۔ تربیت یافتہ عملہ کی کمی

ج۔ ذرائع قوت کی عدم دستیابی
18- صنعتی شعبہ کے مسائل کا حل لکھیں۔

جواب: ا۔ نجی شعبہ کی حوصلہ افزائی
ب۔ غیر ملکی سرمایہ کاری
ج۔ ٹیکسوں میں مراعات
د۔ جدید مشینری کی دستیابی

حصہ دوم (Section II)

سوال نمبر 2: درج ذیل سوالات کے مفصل جوابات تحریر کریں۔

- پاکستان میں معیار زندگی پست ہونے کے اسباب بیان کیجئے۔ (لاہور بورڈ 2009ء)
- پاکستان میں کس قسم کی آمدنی کی کمی کے اسباب تحریر کیجئے۔ (ملتان بورڈ 2009ء، لاہور بورڈ 2010ء)
- پاکستان کی کس قسم کی آمدنی پست ہونے کی وجوہات تحریر کریں۔ (ملتان بورڈ 2011ء)
- پاکستان کی قومی آمدنی میں اضافہ کس طرح کیا جاسکتا ہے؟
- معاشی ترقی کے لئے کون سے عوامل ضروری ہوتے ہیں؟
- پاکستان کے صنعتی شعبہ کے بڑے بڑے مسائل بیان کیجئے۔
- معاشی منصوبہ بندی کی اہمیت اور فوائد بیان کیجئے۔ (لاہور بورڈ 2009ء، گوجرانوالہ بورڈ 2009ء)
- پاکستان میں معاشی منصوبہ بندی کے اہم مقاصد کیا ہوتے ہیں؟

معروضی (Objective)

سوال نمبر 3: ہر سوال کے ایک سے زیادہ جوابات دیے گئے ہیں۔ ان میں سے درست جواب پر (P) کا نشان لگائیے۔

- قومی آمدنی جیسے مسائل کا مطالعہ معاشیات کی اس برانچ میں کیا جاتا ہے۔
(الف) جزوی (ب) مالیاتی (ج) کلیاتی (د) ریاضیاتی
- پاکستان کی قومی آمدنی کی پائش کے لئے یہ طریقہ استعمال کیا جاتا ہے۔
(الف) پیداوار کا طریقہ (ب) کل خرچ کا طریقہ (ج) عاملین کی آمدنیوں (د) درج بالا تینوں کے مجموعہ کا طریقہ

(iii) پاکستان بنیادی طور پر ایک ملک ہے۔

- (الف) صنعتی (ب) تجارتی (ج) زرعی (د) ترقی یافتہ
- (iv) پاکستان کی حقیقی داخلی پیداوار (GDP) میں اس شعبہ کا حصہ زیادہ ہوتا ہے۔
(الف) تجارت (ب) زراعت (ج) صنعت (د) مواصلات
- (v) یہ گمراہ صنعت ہے۔
(الف) کھیتی باڑی (ب) سٹیل (ج) کھیلوں کا سامان (د) ٹیکسٹائل انڈسٹری
- (vi) معاشی ترقی کی بہتر اور جامع تعریف پیش کی ہے۔
(الف) کنڈل برگر (ب) آرتھر لیس (ج) ہارڈن بالڈون (د) پروفسر سٹانڈرڈ

(vii) درج ذیل میں سے ایک معاشی ترقی پر اثر انداز نہیں ہوتا:

- (الف) قدرتی وسائل (ب) زبان (Language) (ج) سیاسی صورت حال (د) سماجی برائیاں (Social Evils)

(viii) معاشی ترقی کا مفہوم یہ ہے۔

- (الف) زرعی ترقی (ب) صنعتی ترقی (ج) حقیقی قومی آمدنی میں اضافہ (د) آبادی میں اضافہ
- (ix) پاکستان کا یہ منصوبہ سب سے زیادہ کامیاب رہا۔
(الف) دوسرا منصوبہ (ب) تیسرا منصوبہ (ج) پانچواں منصوبہ (د) آٹھواں منصوبہ

(x) پاکستان کے دوسرے پانچ سالہ منصوبے کی مدت یہ تھی۔

- (الف) 1950ء تا 1955ء (ب) 1955ء تا 1960ء (ج) 1960ء تا 1965ء (د) 1965ء تا 1970ء
- (xi) ترقی پذیر ممالک کی خصوصیات میں یہ شامل نہیں۔
(الف) افراط آبادی (ب) سرمائے کی بھاری مقدار (ج) زراعت پر انحصار (د) خام مال کی برآمد

(xii) پاکستان میں صنعتوں کو قومی ترقی میں لیا گیا۔

- (الف) 1972ء (ب) 1974ء (ج) 1975ء (د) 1976ء
- (xiii) پاکستان کے آٹھویں پانچ سالہ منصوبے کی مدت تھی۔
(الف) 1960-65ء (ب) 1993-98ء (ج) 1989-94ء (د) 1998-2003ء

